در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

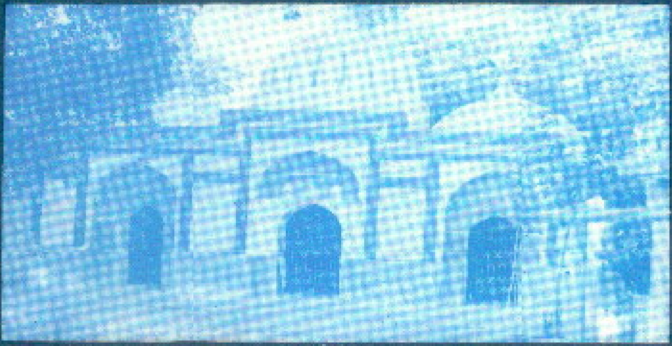

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیرِ اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظمِ اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۹۷-۹۸

جلد نمبر ۹

۱-۱۵ تا ۱۶-۳۰ نومبر ۱۹۹۶

جمادی الثانی / رجب ۱۴۱۷ھ

مدیر اعلیٰ افقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

ضروری اعلان برائے قارئین کرام

وہ تمام حضرات جنہوں نے گذشتہ سال سالانہ چندہ برائے "الحسن" پندرہ روزہ ادا کر کے ممبر شپ حاصل کی تھی امسال بھی حسب سابق اپنا زر اعانت ادا فرما کے سال رواں میں رسالے کی خریداری کو یقینی بنائیں۔

شکریہ

منی آرڈر بھجوانے کا پتہ

سید غلام الحسنین قادری گیلانی

"الحسن" (پندرہ روزہ)

شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی

۱۳۷۱ کوچہ آقا پیر جان رحمۃ اللہ علیہ یکہ توت پشاور شہر۔

فہرست مضامین

عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
شذرہ	مولانا خورشید احمد شاہد القادری	۳-۷
نعت شریف	سید شریف حسین شاہ صاحب شاکر بغدادیؒ	۸
تفسیر القرآن احفسیہ	مدیر اعلیٰ	۹-۱۱
انور علی المرتضیٰ	مدیر اعلیٰ	۱۲-۱۴
تجلیات غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۵-۱۷
یا رسول اللہ کانفرنس	سید محمد انور شاہ قادری	۱۸-۲۸
ملفوظات خواجہ عثمان ہارونیؒ / حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری		۲۹-۳۴
حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ	حضرت سید شریف حسین شاکر مرحوم	۳۵-۳۶
منقبت خواجہ غریب نوازؒ	سید نصیر الدین شاہ نصیر گیلانی	۳۷-۳۸
حقیقت و معرفت	حکیم سید امین الدین	۳۹-۵۳
نماز (نظم)	فیض لودھیانوی	۵۴-۵۵
استفتاء مع الجواب	مفتی خلیل الرحمن نقشبندی	۵۶-۵۹
ترانہ سحر گاہی	فیض لودھیانوی	۶۰
تبصرۂ کتب	سید محمد انور شاہ قادری	۶۱-۶۳
سلام	مولانا ڈپٹی غلام احمد	۶۴

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید خورشید احمد شاہد القادری

ساری تعریفیں ہیں اس مبارک ذات کے لئے جس نے قرآن کریم میں جگہ جگہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین القاب سے خطاب فرما کر **یاایھا الرسول، یاایھاالنبی، یاایھاالمزمل، یاایھاالمدثر** کہا اور ہمیں بھی حکم دیا کہ اس پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفاتی ناموں سے پکاریں، درود وسلام ہو اس مقدس ذات پر کہ جس نے مدد کے لئے پکارا اس کی دستگیری فرمائی اور جس مبارک ذات پر کروڑوں عوام مسلمان اپنی نمازوں میں یوں سلام عرض کرتے ہیں کہ، **السلام علیہ ایھاالنبی ورحمت اللہ وبرکاتہ** یا نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دور اور نزدیک جگہ سے درود سننے کی قوت عطا فرمائی، دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا کہ ہر شخص کا پڑھا ہوا درود شریف اور سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں پیش کرتا ہے، تیسرا یہ کہ ہمارے پیارے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ یہ ساری باتیں متعدد آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ اور اکابرین اسلام کے اقوال سے ثابت ہیں۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے اس کی تفصیل میں جانے سے قاصر ہوں۔

ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اگر کوئی مسلمان دور یا نزدیک سے یارسول اللہ کی آواز دے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اس کی طرف کفر وشرک کے فتوؤں کے میزائل کیوں نصب کئے جاتے ہیں، بلکہ یارسول اللہ کہنا اس کے مضبوط ایمان کی دلیل ہے، اس لئے یارسول اللہ پڑھنا اور یہ درود شریف "**الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ**" کہنا صرف جائز ہی نہیں، بلکہ مستحب، مستحسن اور صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین، آئمہ مجتہدین کی سنت ہے، اللہ اور رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے اور گستاخان رسالت کو مزید پریشان بنانے کے لئے یارسول اللہ پکارنا وقت کا تقاضا ہے، اسی پکارنے سے عقیدت ومحبت کے ایمانی وروحانی جذبات ابھرتے ہیں۔

طبرانی اور کبیر میں منقول ہے، کہ حضرت عثمان بن حنیف رحمت اللہ علیہ نے ایک شخص کو ایک دعا سکھائی جس میں یارسول اللہ کی ندا موجود ہے، جسے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی ،،نشر الطیب،، ص ۱۰۳ میں نقل کی ہے، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد چند اشعار پڑھے، ان میں ایک شعر یہ ہے،

الا یارسول اللہ کنت رجاء نا
وکنت بنا براً و کم تک جافیاً

نشر الطیب ص ۲۲۷

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد پریشانی کے عالم میں حضور سے عقیدت کی بنا پر حضور کے مناقب بیان فرمائے، ان کے عربی الفاظ میں بارہ ۱۲ دفعہ یارسول اللہ کی ندا۔ ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے وصال کے بعد چند اشعار پڑھے جن میں سے ایک شعر یہ ہے،

یارسول اللہ ضاق بنا الفضاء
وجل الخطب و انقطع الاخاء

مولانا جامی رحمت اللہ علیہ نے نعتیہ اشعار لکھے ہیں ان میں یہ شعر بھی ہے۔

ز مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یانبی اللہ ترحم
غریبم یارسول اللہ غریبم
ندارم در جہان جز تو حبیبم

تو ئی سلطان عالم یا محمد
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ نے عارفانہ کلام لکھا ہے جس میں ۱۰ بار یا نبی اور ۱۱ بار یا رسول اور ۵ بار یا رسول اللہ ۔جبکہ دوسری نعت میں، اے رسول اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا مصطفیٰ، اے میرے مشکل کشا، یا نبی، اے نور خدا، یا شہ ہر دو سرا وغیرہ القاب سے پکارا گیا ہے، خیال رہے کہ یہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود حسن، مولوی حسین احمد مدنی، مولوی محمد یعقوب نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی شاہ سلیمان پھلواری، مفتی عزیز الرحمان، شاہ محمد حسینی، مولوی میر اصغر حسین کے پیر و مرشد تھے۔ جن کا تعلق دیوبند سے تھا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ بہ صیغہ خطاب میں بعض لوگ بات کرتے ہیں یہ استعمال معنی پر مبنی ہے، الحق و الامر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے، پس اس کے جواز میں شک نہیں۔

(امداد المشتاق از مولوی اشرف علی تھانوی ص ۵۹)

حاجی صاحب مذکور نے ضیاء القلوب ص ۶۱ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیدار شریف حاصل کرنے کا طریقہ بتایا ہے، اس عمل میں ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ بھی لکھا ہے۔ بستر رائے ونڈ۔ کے امیر کبیر مولوی محمد ذکریا (تبلیغی نصاب) کے فضائل درود شریف ص ۱۱۲ میں لکھتے ہیں کہ

"علامہ سخاوی ابو بکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ شیخ المشائخ حضرت ابو بکر شبلی رحمت اللہ علیہ آئے، ان کو دیکھ ابو بکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے ان سے معانقہ کیا، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، میں نے عرض کی کہ، میرے سردار! آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا، پھر اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں

زیارت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے، حضور کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور میرے استفسار پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ، شبلی ہر نماز کے بعد لقد جاء کم رسول من انفسکم الآخر۔ اس کے بعد صلی اللہ علیک یا محمد تین مرتبہ پڑھتا ہے۔ ابوبکر فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا"۔

یہی مولوی زکریا صاحب فضائل درود شریف ص ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ "بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے "السلام علیک یارسول اللہ اور السلام علیک یا حبیب اللہ کے الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ یعنی صلوۃ کا لفظ بڑھا دیا جائے"۔

مذہب حنفی کے امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ نے قصیدہ نعمانیہ میں یہ شعر لکھا ہے۔

یاسید السادات جئتک قاصداً
ارجو رضاک واحتمی بحماک
واللہ یاخیر الخلائق ان لی
قلبا مشوقا لایروم سواک

اور اسی طرح قصیدہ خطاب اور پکار کے صیغوں پر لکھا ہوا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ، "وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے سے سخت منع کرتے ہیں، اس کا مذاق اڑاتے ہیں، حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو تمام صور درود کو اگرچہ بخطاب و نداء کیوں نہ ہو مستحب اور مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا حکم کرتے ہیں" (شہاب ثاقب ص ۶۵)

دیوبند۔ بہاولپور یونیورسٹی کے استاذ مولوی شمس الحق افغانی نے یارسول اللہ کہنے کا جائز قرار دیا ہے اس کی اپنی تصنیف معد السرور ملاحظہ فرمائیں، یارسول اللہ پکارنا مولوی اشرف علی تھانوی

کا معمول تھا۔ ملاحظہ ہو (حیات اشرف، ص ۱۰۲۔ شکر النعمۃ بذکر الرحمۃ ص ۱۴)

مولانا اسحاق علی کانپوری فرماتے ہیں کہ "حضرت تھانوی نے خاصتاً مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ آج کل گرمی ہے اس لئے تم کو پاس انفاس بتلاتا ہوں جس کی خاصیت تاثیر سرد ہے، تاکہ گرمی میں تکلیف نہ ہو، وہ یہ ہے کہ جب سانس اندر جائے تو صلی اللہ علیک یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور باہر آئے تو صلی اللہ علیک وسلم زبان تالو سے لگا کر خیال سے کہا کرو"

("مبادی التصوف" ص ۵ یہ کتاب پیر طریقت حضرت عبداللہ جان خواجہ عظیم کتب میں درج ہیں۔)

اہل حدیث کے اکابر وہابیہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہنا جائز اور صحیح ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، (ابن قیم کی "جلاء الافہام" صفحہ ۱۰۳ ہفت روزہ الحدیث لاہور ۱۷ اگست ۱۹۹۳ء)

تفسیر روح المعانی میں بھی ہے ملاحظہ کیجئے تفصیل کے لئے تفسیر مذکور جلد ۱۸ ص ۲۲۵

شارح مشکوٰۃ الاعلیہ قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں "ہذا فی حیاتہ و کذا بعد وفاتہ فی جمیع مخاطباتہ"۔ حکمت، قرآن یارسول اللہ، یانبی اللہ، یاحبیب اللہ پکارنا آپ کی ظاہری زندگی کی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی ہر قسم کے خطابات میں ہے۔ (شرح شفا شریف جلد ۳ ص ۳۸۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا کسی نے ان سے کہا اس کو یاد کرو جو تمہیں سب سے زیادہ پیارا ہے، تو حضرت نے بلند آواز سے پکارا یا محمداہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "کتاب مذکورہ جلد ۳ ص ۳۵۵" اہل حدیث اور غیر مقلدین وہابیہ کا مقتدا مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں "ہمارے اصحاب ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ جب روم کے بادشاہ نے مجاہدین اسلام کو نصرانیت کی دعوت دی تو انہوں نے بھی یا محمداہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہا" (ہدیۃ المہدی ص ۲۳) اس طرح مولوی وحید الزمان نے اندھے والی حدیث، حدیث اعمیٰ بھی نقل کی ہے۔ اور ساتھ دوسری حدیث یا عباد اللہ اعینونی بھی نقل کی ہے۔ اور سب میں یہ ندا اور پکار یارسول اللہ ذکر ہے، اس لئے یارسول اللہ پکارنے سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیئے۔

نعت شریف

سید شریف حسین شاہ صاحب شاکر بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ)

اگر مدینہ میں اپنا قیام ہو جائے
تو اپنے ہجر کا قصہ تمام ہو جائے
تڑپ کے عمر گزاری ہے ہجر میں تیرے
ذرا تو آ، کہ ہمارا بھی کام ہو جائے
اگرچہ در سے تیرے دور ہوں میرے آقا
قبول میرا یہاں سے سلام ہو جائے
جو بارگاہ رسالت میں ہو قبول دعا
ہم عاجزوں کا بھی عالی مقام ہو جائے
خبر ہے کیا تجھے زاہد شبیہ حضرت کی
جو دیکھ پائے کبھی تیرا کام ہو جائے
نسیم چلتی ہے گل ہیں فضا معطر ہے
زباں پہ ورد محمدؐ کا نام ہو جائے
دعا ہے بارگہ کبریا میں شاکر کی
کہ پائے بوسئ خیر الانام ہو جائے

تفسیر القرآن الحسنیہ

مُدیر اعلیٰ

افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلم اللہ ثم یحرفونہ من بعد ماعقلوہ وھم یعلمون ○ ۷۵

کیا پس تم امید رکھتے ہو یہ کہ وہ تمہارے کہنے پر ایمان لائیں گے اور یقیناً ان میں سے ایک ایسا گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتا ہے پھر اس کے سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے

حل لغت

تطمعون۔ جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے، تم امید رکھتے ہو، تم طمع رکھتے ہو، تم توقع رکھتے،

یحرفونہ۔ جمع مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے، اس کا مصدر تحریف ہے، وہ بدل ڈالتے ہیں، وہ تبدیل کردیتے ہیں۔

عقلوہ۔ سمجھنے، خردمندی سے کام لینے، صحیح طریقے پر جاتے کو کہتے ہیں، جمع مذکر غائب فعل ماضی کا صیغہ ہے۔

تفسیر

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے بنی اسرائیل کو اپنی آیات بینات کے ذریعے شواہد قائم کرکے مندرجہ بالا آیتوں میں مطمئن کردیا تھا لہذا مسلمانوں کو یہ امید اور توقع پیدا ہوچکی تھی کہ وہ اب ان کی دعوتِ توحید و رسالت کو قبول کرلیں گے اور مسلمانوں کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے راہ راست پر آجائیں گے، نیکی وسعادت کی راہ پر گامزن ہوجائیں گے، مگر افسوس کے۔ یہودیوں

نے اپنی اسی ہٹ دھرمی، ضد، عناد اور بغض کی وجہ سے مسلمانوں کی توحید و رسالت کی دعوت کو قبول نہ کیا۔

اگر وہ مسلمانوں کی اس دعوت کو قبول کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لے آتے تو نجات پا جاتے، مگر انہوں نے اس کے برعکس اپنی مقدس کتاب میں جہاں پر حضرت پیغمبر اسلام رحمت اللعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر تھا اور جہاں پر حضور نبی کریم سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اور اوساف مبارکہ تحریر تھے، نیز جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذکر مبارکہ تھا نہایت ہی بزعم خویش خردمندی کے ساتھ اس نعت شریفہ کو جو آپ کی شان اقدس میں اور صحابہ کرام کی عظمت کے بیان میں تھی، اس کو جان بوجھ کر تبدیل کر ڈالا، حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ ان اوصاف جمیلہ کے حامل پیغمبر تشریف لے آئے ہیں اور صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی جماعت بھی ان کے ساتھ موجود ہے، مگر ان کی خود غرضیوں نے ان کو دعوتِ توحید و رسالت کے قبول کرنے سے باز رکھا اور وہ ایمان نہ لائے۔

مفسر قرآن پیر کرم شاہ صاحب (۱) الازہری مدظلہ اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں، "اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو چھپانا اور آپ کے کمالات کا انکار کرنا۔ یہودیوں کا شیوہ تھا اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے محبوب اور کریم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات بیان کرنے سے ان کی زبان میں لکنت اور فضائل سننے سے دل میں گھٹن ہو، رفعت شان مصطفیٰ حبیب خدا علیہ وعلی آلہ اطیب التحیۃ واحسن الثناء کسی کے گھٹانے سے نہ گھٹے گی"

نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ آج کے گندم نما جو فروش داعیان اسلام بھی۔ یہودیوں کی ان صفات سے متصف نظر آتے ہیں اور جہاں بھی حضور پاک سید دوعالم، شفیع المذنبین، خاتم النبیین جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القابات، اوصاف جمیلہ، اخلاق حمیدہ،

شان و شوکت اور عظمت بیان کی جائے اور عالم علوم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تمام صفات حقہ جو فرقان حمید قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس بیان فرمائیں ہیں۔ اور ایسی پاکیزہ محافل منعقد کی جائیں جن میں آپ کی شان و عظمت کا ذکر خیر ہو تو یہ ان کی تنقیص پر اتر آتے ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں جن سے کمی شان کی بدبو آتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ و عزاسمہ و جل مجدہ اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب، سید عالم و عالمیان سردار انس والجان، فخر موجودات سرور کائنات، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم مسلمانوں کو ایسے بد عقیدہ یہودی صفت افراد سے محفوظ رکھے اور بچائے (آمین)

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

ذکر الترغیب فی حب علی وذکر دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لمن احبہ وذکر دعائہٖ علی من ابغضہٗ

حدیث ۹۸ / ۲

انبأنا احمد بن شعیب قال اخبرنا الحسین بن حریث المروزی قال حدثنا الفضل بن موسیٰ عن الاعمش عن ابی اسحٰق عن سعید بن وھب قال قال علی کرم اللہ وجہہ الکریم فی الرحبتہ انشوا باللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم یقول اللہ ولی وانا ولی المومنین ومن کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ (قال سعید فقام) الی جنبی ستتہ وقال زید بن یثیع قام عندی ستتہ قال عمرو بن مرۃ وساق الحدیث ذی مری احب من احبہ وابغض من ابغضہ۔

ترجمہ ۹۸ / ۲

سعید بن وحب سے روایت ہے اس نے کہا کہ (جناب) علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک صحن میں فرمایا میں ہر اس شخص کو قسم دیتا ہوں جس نے "غدیر خم" کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ، اللہ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں اور جس کا میں ولی ہوں یہ اس کا ولی ہے، اے میرے اللہ ! اس شخص

سے محبت رکھ جو علی سے محبت کرے، اور دشمنی رکھ اس شخص سے جو علی سے عداوت رکھے اور اس شخص کی مدد فرما جو علی کی مدد کرے۔ سعید نے کہا کہ چھ آدمی میرے پہلو سے کھڑے ہوئے اور زید بن یثیع نے کہا کہ میرے قریب سے چھ آدمی کھڑے ہوئے، عمرو بن مرہ نے کہا دوست رکھ اس شخص کو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو اسے دشمن رکھے۔

تشریح ۹۸ / ۲

ارشاد ہے "جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک صحن میں فرمایا" یعنی ایک کھلی جگہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور فرمایا، ارشاد ہے "جس کا میں ولی ہوں یہ اس کا ولی ہے" یعنی میں جس کا ولی ہوں علی المرتضیٰ اس کا ولی ہے۔ ارشاد ہے "زید بن یثیع نے کہا کہ میرے قریب سے چھ آدمی کھڑے ہوئے" یعنی گویا ان سب افراد نے شہادت دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً یہ ارشاد فرمایا ہے اور ہم نے یہ حدیث خود حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔

وساق الحدیث رواہ اسرائیل عن ابی اسحق عن عمرو۔ اسنادہ صحیح۔

(ابو اسحاق الحوینی، تہذیب خصائص الامام علی، ص ۸۵)

حدیث ۹۹ \ ۳

انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا علی بن أحمد بن علی قال حدثنا خلف بن تمیم قال حدثنا اسرائیل قال حدثنا ابو اسحق عن عمرو ذی مری قال شهدت علیاً فی الرحبه ینشد اصحاب محمد صلی اللہ علیه و آله وسلم ایکم سمع رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یوم غدیر خم ما قال فقام اناس فشهدوا (انهم سمعوا) رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه و احب من احبه وابغض من ابغضه وانصر من نصره۔

ترجمہ ۹۹ / ۳

عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ، میں جناب علی کے ساتھ ایک کھلی جگہ میں موجود تھا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قسم دیتے تھے کہ تم میں سے کسی نے وہ ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنا ہے، جو وہ انہوں نے غدیر خم کے دن فرمایا تھا تو۔ بہت سے حضرات کھڑے ہو گئے اور شہادت دی کہ، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے، جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے، اے میرے اللہ! جو اسے دوست رکھتا ہے، تو اسے دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھتا ہے تو اسے دشمن رکھ اور محبوب رکھ اس شخص کو جو اس کو محبوب رکھے اور جو اس سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ اور مدد فرما اس شخص کی جو اس کی مدد کرے۔

تشریح ۹۹ / ۳

ارشاد ہے "تم میں سے کسی نے وہ ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنا ہے جو انہوں نے غدیر خم کے دن فرمایا تھا" یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن میرے متعلق جو ارشاد فرمایا تھا، صحابہ کرام، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد بیان کریں۔

گوشتہ سے پیوستہ

تجلیات غوثیہ

مدیر اعلیٰ

اس فصل میں مراتب وجود اور ظہور حق کا بیان ہے

سالک کو جان لینا چاہئے کہ حضرات صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ذات حق جبکہ بلا لحاظ صفات اور اس کی قابلیت کے ہو، اس حیثیت میں کہ تمام چیزوں سے مجرد ہو، اس تجرد کو مرتبہ۔ احدیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس ذات کے لئے صفات کی قابلیت جس میں صفتیں مجمل طور پر درج ہیں، جیسے شاخ، پتے اور پھل جو اسی درخت کے بیج کے دانہ کے اندر چھپے ہوتے ہیں، اس کو مرتبہ۔ وحدت کہتے ہیں اور اسی کو حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تعین اول اور قلم اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔

ذات جب صفات سے متصف ہو اور ذات میں صفات کا ظہور ہو تو اس کو مرتبہ۔ واحدیت کہتے ہیں اور اس مرتبہ۔ واحدیت میں پہلا مرتبہ صفات الوہیت کے ساتھ متصف ہونا ہے، کیونکہ یہ مرتبہ، مرتبہ۔ وجوبیہ ذاتیہ ہے اور اگر بحیثیت مجموعی ذات کا تمام صفات کے ساتھ متصف ہونا ملحوظ ہے تو اس کو مرتبہ۔ الوہیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اور اگر ذات کا الگ الگ ہر صفت کے ساتھ متصف ہونا ملحوظ ہو تو اس کو مرتبہ۔ جبروت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ذاتی صفات مثلاً علم، سمع، بصر اور قدرت وغیرہ سے متصف ہونے کو مرتبہ۔ لاہوت کہتے ہیں اور صفات فعلیہ، مثلاً زندہ کرنا اور مارنا وغیرہ صفات سے متصف ہونے کو جبروت کہتے ہیں اور جب روحوں و فرشتوں میں ظہور ہو تو اس کو ملکوت کہتے ہیں۔

اور جب مثال میں ظہور ہو تو اس کو عالم مثال کہتے ہیں اور عالم مثال عبادت ہے اس عالم سے کہ اس میں ہر چیز کی ایک مثال اور صورت ہوتی ہے جو اپنی ظاہری صورت کی نسبت زیادہ لطیف

ہوتی ہے اور باقی رہتی ہے اور یہ مرتبہ۔ ملکوت اور ناسوت کے درمیانی بمنزلہ۔ برزخ کے ہے اور اس عالم کو حضرات اولیاء کرام نے مکاشفہ سے معلوم کیا ہے اور اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ میں فلاں جگہ گیا ہوں، یہ بھی مثالی صورت ہے، باقی رہی یہ بات کہ عوام الناس کو خواب میں جو نظر آتا ہے وہ کیا ہے؟ ___ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی مثالی صورت ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے خاص اولیاء اللہ کو یہ مقام بیداری کی حالت میں ہی میسر آجاتا ہے اور وہ خاص اولیائے کرام یہ قدرت بھی رکھتے ہیں کہ اس کو ظاہر بھی فرمادیں اور کام بھی کرتے رہیں اور جس جگہ چاہیں ظاہر ہوں۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ایک ہی رات میں مختلف حضرات مختلف مقامات پر کرلیتے ہیں باوجودیہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد اطہر مدینہ منورہ میں ہے یہ بھی مثالی صورت ہے۔

اور اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ جب یہ جسم ظاہری حواس کی خاصیتوں سے معطل ہوکر سوجاتا ہے تو پھر روح اس کی مثالی صورت کی طرف توجہ کرتی ہے اور اس توجہ سے وہ مثالی صورت عالم مثال میں سیر کرتی ہے اور مختلف ممالک کے شہروں اور صورتوں میں جو کچھ دیکھتی ہے اس تمام صورت کو مثالی کہتے ہیں اور وہ سب اسی وجود میں مضمر ہوتے ہیں اور جب روح جسم سے جدائی اختیار کرلیتی ہے، اس کے بعد جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو موت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس حالت میں بھی روح کی توجہ اسی مثالی صورت کی طرف لگی ہوتی ہے اور وہ صورت مثالی تمام واردات سے باخبر ہوتی ہے چنانچہ اکثر بزرگ فرماتے ہیں موت کے بعد اور قیامت سے پہلے زمانے کو برزخ کہتے ہیں اس وقت کی راحت یا تکلیف اسی مثالی صورت سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ یہ رنج و خوشی جسم کو بھی ہوتی ہے مگر روح کی تکلیف (سزا) اسی مثالی صورت پر وارد ہوتی ہے اگر جسم کو دکھ کا ادراک ہو تو معذب ہوتا ہے ورنہ نہیں، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور مثالی صورت کو فنا نہیں ہوتی، جس طرح کہ روح کو فنا نہیں اور اس کے بعد جب ان صفات نے عالم اجسام میں ظہور کیا تو یہ دنیا ظاہر ہوگئی اس کو عالم ناسوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور حضرات خمسہ (حواس خمسہ) سے بھی مراد یہی پانچ چیزیں ہیں۔

مرتبہ۔ ملکوت میں سب سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوا کہ ہر چند کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ۔ وحدت اور مرتبہ۔ واحدیت میں تھی اور مرتبہ۔ وحدت عین حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور مرتبہ۔ واحدیت مرتبہ۔ الوہیت میں مضمر تھا اور مرتبہ۔ علم میں صورت علمیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی تمام صور پر مقدم ہے، اس کے بعد مرتبہ۔ ملکوت نے نور کی صورت میں ظہور فرمایا اس سے ساری کائنات ظاہر ہوئی، چنانچہ ارواح اور ملائکہ کی خلقت بھی اس نور سے ہوئی اور اربعہ عناصر کا مبدا بھی یہی نور ہے کیونکہ نور میں جب حرارت پیدا ہوئی تو آگ کی سی صفت ظاہر ہوئی، آگ سے ہوا اور ہوا سے پانی اور پانی سے مٹی پیدا ہوئی۔ علاوہ ازیں بھی نور سے چار نور پیدا ہوئے اور ان سے چار عالم ظاہر ہوئے، چنانچہ صحیح حدیث شریف میں آیا ہے "الخلق کلھم من نوری وانا من نور اللہ" (ساری مخلوق میرے نور سے پیدا ہوئی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں)

چنانچہ سالک سب سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے آپ کو فنا کرے اور اس کے بعد مرتبہ۔ جبروت و لاہوت میں ترقی کرے تو بہتر ہے، اگر لاہوت سے مرتبہ۔ وحدت اور واحدیت میں پہنچ جائے تو اس کو مرتبہ۔ ھاہوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور جب پھر تنزل کرے اور مرتبہ بمرتبہ نزول کرے اس مرتبہ کو مرتبہ۔ بقا اور مرتبہ۔ معرفت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اگر سالک ان مراتب کو بلا ترتیب اور بلا سلوک کے جذبہ۔ حقیقی سے طے کرے تو اس کو جذبہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس شخص کو مجذوب کہتے ہیں اور اگر ترتیب سلوک سے طے کرے تو اس کو سلوک کہتے ہیں اور اگر سلوک کے بعد حالت جذب طاری ہو تو اس کو سالک مجذوب کہتے ہیں اور اگر جذبہ پر سلوک مقدم ہو جائے تو اس کو مجذوب سالک کہتے ہیں۔

(جاری ہے)

یارسول اللہ کانفرنس

ایک مفصل تجزیاتی رپورٹ

سید محمد انور شاہ قادری
سیکرٹری اطلاعات انجمن محبان اولیاء
وڈپگہ (پشاور)

تنظیم المشائخ صوبہ سرحد کی طرف سے جناح پارک پشاور میں ۶ نومبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ بروز بدھ سرحد کی تاریخ میں پہلی بار ایک عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" منعقد ہوئی، جو صبح ۹ بجے سے شروع ہو کر بعد از دوپہر ۳ بجے تک متواتر جاری رہی۔ جس میں صوبہ سرحد کے طول و عرض سے ہزارہا غلامان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک ہوئے، پاکستان بھر سے جلیل القدر علماء و مشائخ نے شمولیت فرمائی اور بھارت و لندن سے بھی اہلسنت کے نمائندے تشریف لائے، اس طرح یہ کانفرنس بین الاقوامی حیثیت اختیار کر گئی، اس روز جناح پارک شمع رسالت کے پروانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، بلکہ سڑکوں پر بھی لوگ کھڑے تھے، سارا دن پشاور کی فضائیں یارسول اللہ کے فلک شگاف نعروں سے گونجتی رہیں، جس سے اہل ایمان کے دل و دماغ معطر ہوتے رہے، اور بقول اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب رحمت اللہ علیہ

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

اس ایمان افروز کانفرنس کی مفصل تجزیاتی رپورٹ قارئین "الحسن" کی نذر کی جارہی ہے۔

تیاری

تنظیم المشائخ صوبہ سرحد کے اراکین نے پیرزادہ حافظ عبدالمالک اور جناب پیرزادہ نورالحق

صاحب کی رہنمائی میں ۵ نومبر ۱۹۹۶ء سے ہی جناح پارک میں "یارسول اللہ کانفرنس" کے انتظامات شروع کر رکھے تھے، پارک کے چاروں طرف سبز جھنڈے لہرائے گئے، کرسیاں بچھائی گئیں، اسٹیج کو آراستہ کیا گیا اور بینرز لگائے گئے، جن پر درج ذیل آیات قرآنیہ اور نعرے درج تھے۔ (خوش آمدید، الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون، وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین، یارسول اللہ کانفرنس، سیدی یارسول اللہ، عظمت رسول پر جوانیاں لٹائیں گے، اہلسنت کے دلوں کی آواز یارسول اللہ، حضرت شیخ جنید رحمت اللہ علیہ کے مزار کی بے حرمتی کرنے والوں کو سنگین سزا دی جائے۔

یہ بینرز تنظیم المشائخ صوبہ سرحد کے علاوہ ادارہ تبلیغ الاسلام، انجمن چشتیہ صابریہ پشاور، انجمن خدام الاولیاء پشاور، دعوت اسلامی، جماعت اہلسنت پشاور اور ملک شاہ محمد ٹرسٹ پشاور کی طرف سے لگائے گئے تھے، نیز گنبد خضری کا ایک دلکش ماڈل بھی سٹیج پر رکھا گیا تھا جو آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو فرحت بخش رہا تھا۔ مکتبہ اسلامیہ محلہ میر جمال شاہ پشاور، دعوت اسلامی پشاور اور ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور کی طرف سے کتابوں کے سٹال بھی لگائے گئے تھے، جہاں علمائے اہلسنت کی تصانیف، تقریروں کی کیسٹس اور بیجز وغیرہ دستیاب تھے۔

آمد

۶ نومبر کو صبح سویرے ہی سے صوبہ سرحد کے کونے کونے سے شمع رسالت کے پروانوں کی آمد شروع ہو گئی اور ۸ بجے کے قریب تمام کرسیاں پر ہو چکی تھیں، جبکہ اہلسنت کے دور دراز سے آنے والے قافلے ایک بجے تک جناح پارک پہنچتے رہے، جناح پارک کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ باہر سڑکوں پر بھی لوگ موجود تھے، علماء و مشائخ کو وقفے وقفے سے سٹیج پر بلانے کے لئے دعوت دی جاتی رہی۔

آغاز

نو بجے کے قریب حضرت صاحبزادہ شمس الامین صاحب سجادہ نشین مانکی شریف کی صدارت

میں یارسول اللہ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، قاری محمد کامران صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی، جبکہ قاری حفیظ اللہ صاحب نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا، حضرت مولانا عبدالعظیم صاحب مہتمم دارالعلوم جنیدیہ غفوریہ حیات آباد پشاور سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے، اور جلسہ گاہ میں چاروں طرف منتظمین بازوؤں پر سبز پٹیاں باندھے اور سینوں پر یارسول اللہ کے بیج لگائے ہجوم کو قابو کرنے میں مصروف تھے، سٹیج پر علماء و مشائخ کی کثیر تعداد جلوہ افروز تھی، جو پاکستان کے صوبہ سرحد، پنجاب، سندھ، اور بھارت ولنڈن سے تشریف لائے تھے، تنظیم المشائخ صوبہ سرحد کے علاوہ ادارہ تبلیغ الاسلام پشاور، جمعیت سادات صوبہ سرحد پشاور، انجمن چشتیہ صابریہ پشاور، انجمن خدام الاولیاء پشاور، انجمن محبان اولیاء وڈیگہ، دعوت اسلامی اور جماعت اہل سنت کے اکابرین بھی سٹیج پر موجود تھے۔

خطبات

یارسول اللہ کانفرنس کا اہم ترین پہلو یہی تھا جس پر تمام حاضرین کی توجہ مرکوز تھی، اس موقع پر اردو اور پشتو زبانوں میں درج ذیل مقررین نے خطاب کیا۔

۱ حضرت علامہ عبدالوحید ربانی (ملتان)

۲ حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب (راولپنڈی)

۳ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان۔

۴ حضرت شیخ امین الحسنات صاحب پرنسپل دارالعلوم (بھیرہ سرگودھا)

۵ حضرت علامہ غلام محمد صاحب سیالوی (کراچی)، ناظم امتحانات تنظیم المدارس پاکستان

۶ حضرت پیر محمد افضل صاحب قادری مرکزی ناظم اعلیٰ اہلسنت پاکستان

۷ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری الگیلانی سجادہ نشین سید حسن رحمت اللہ علیہ (یکہ توت پشاور)

۸ حضرت آغا سید ظفر علی شاہ صاحب صدر ادارہ تبلیغ الاسلام پشاور

۹ حضرت علامہ سید سجاد بادشاہ صاحب دربار عالیہ تمبر پورہ شریف پشاور

۱۰ حضرت صاحبزادہ روح الامین صاحب مانکی شریف (نوشہرہ)

۱۱ حضرت صاحبزادہ شمس الامین صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (نوشہرہ)

۱۲ حضرت علامہ مولانا مدثر صاحب گڑھی کپورہ (مردان)

۱۳ حضرت علامہ محمد یونس صاحب (بکٹ گنج مردان)

۱۴ حضرت علامہ مولانا فضل سبحان صاحب مہتمم دارالعلوم قادریہ (مردان)

۱۵ حضرت علامہ مولانا محمد بخش صاحب (ہری پور ہزارہ)

۱۶ حضرت علامہ عبدالسلام صاحب (بارہ زئی شریف پشاور)

۱۷ حضرت مولانا احسان اللہ جان صاحب خطیب (نورانی مسجد پشاور)

۱۸ حضرت مولانا شمس الحق صاحب خطیب (ترناب فارم پشاور)

جبکہ مولانا احسان اللہ صاحب حسین اور ایوب خان صاحب اکاخیل نے نعت و منقبت کے گلدستے پیش کئے اور پیر طریقت شیخ گل صاحب سجادہ نشین دربار قادریہ حاجی گل لنڈی کوتل خیبر ایجنسی نے دعا فرمائی، نماز ظہر جناح پارک میں ہی ادا کی گئی۔

علماء و مشائخ نے عموماً بہت اچھی تقریریں کیں خصوصاً حضرت علامہ عبدالوحید ربانی ملتان، علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب راولپنڈی جبکہ مولانا احسان اللہ صاحب حسین اور ایوب خان صاحب اکاخیل نے نعت و منقبت کے گلدستے پیش کئے، اور پیر طریقت شیخ گل صاحب (سجادہ نشین دربار قادریہ حاجی گل لنڈی کوتل خیبر ایجنسی) نے دعا فرمائی، نماز ظہر جناح پارک میں ہی ادا کی گئی،

پوسٹر کی تقسیم

اس موقع پر تنظیم المشائخ صوبہ سرحد کی طرف سے پوسٹر بھی تقسیم کیا گیا، جس کا عنوان یہ

تھا۔ "مشائخ و علماء اہلسنت کے متفقہ عقائد و اعمال" اس میں سولہ عدد اعمال و عقائد کا ذکر ہے اور اس کے نیچے صوبہ سرحد کے علماء و مشائخ کے دستخط ثبت ہیں،

نعرے

یارسول اللہ کانفرنس کے دوران وقفے وقفے سے درج ذیل نعرے لگتے رہے، جن کا حاضرین بڑے پرجوش انداز میں جواب دیتے رہے

نعرۂ تکبیر	اللہ اکبر جل جلالہ
نعرۂ رسالت	یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعرۂ حیدری	یاعلی کرم اللہ وجہہ الکریم
نعرۂ غوثیہ	یاغوث الاعظم رحمت اللہ علیہ
نعرۂ پیر	یادستگیر رحمت اللہ علیہ
تنظیم المشائخ اہلسنت	زندہ باد

قرار دادیں

کانفرنس میں درج ذیل ۱۳ قرار دادیں پیش کی گئیں۔

مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۶ء کے روزنامہ خبریں میں بشیر احمد نے رقص اور موسیقی کی تعریف کرتے ہوئے تمام حدود تہذیب کو پھلانگتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ (معاذاللہ) حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہ السلام دونوں جنت سے نکلتے ہوئے رقص کر رہے تھے اور موسیقی انبیاء علیہم السلام کو پسند تھی، وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ الفاظ کفریہ ہیں اور ان کا قائل دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اس کی بیوی اس پر طلاق ہو چکی ہے، یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" اس قسم کے الفاظ کہنے پر بشیر احمد کی پرزور مذمت کرتی ہے اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مذکورہ شخص کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

عرصہ ۶ سال سے عراقی مسلمانوں پر امریکہ اور اس کے حواریوں نے اقتصادی، فوجی اور معاشی پابندیاں لگا کر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے، یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ عراقی مسلمانوں سے یہ مذکورہ پابندیاں فی الفور اٹھائی جائیں اور عراقی مسلمانوں کو اپنے ملک میں امن و آشتی کی زندگی گزارنے دی جائے۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ جنید پشاوری رحمت اللہ علیہ کے مزار مبارک کی بے حرمتی ان کے غلاف مبارک اور جھنڈوں کو جلانے والے شرپسندوں، فرقہ واریت پھیلانے والوں اور ملک میں امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنے والوں کی یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" پرزور مذمت کرتی ہے اور نگران حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مذکورہ افراد کی قابل مذمت حرکات کا نوٹس لیتے ہوئے انہیں فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے، نیز مساجد، مدارس اہلسنت و جماعت، مزارات اولیائے کرام و مراکز اہلسنت کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔

اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک پاکستان میں قصداً و ارادۃً مخرب اخلاق لٹریچر، فلموں، الیکٹرانک میڈیا، قومی اخبارات، ناولوں، جرائد و رسائل اور ثقافتی پروگراموں کے نام پر جو فحاشی و عریانی پھیلائی جارہی ہے، یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" اس فحاشی و عریانی کی پرزور مذمت کرتی ہے اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ذرائع ابلاغ عامہ کا قبلہ درست کیا جائے۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ P.A.F اکیڈمی رسالپور میں زیر تربیت پائیلٹوں کو داڑھی رکھنے سے منع کیا جارہا ہے اور جن پائیلٹوں نے داڑھی رکھی ہے انہیں حکم دیا گیا ہے کہ داڑھیاں مونڈوالیں ورنہ ان کی ملازمت ختم کی جائے گی، یہ عظیم الشان کانفرنس اس حکم کو شعائر اللہ کی توہین سمجھتی ہے اور اس کی پرزور مذمت کرتی ہے اور حکومت وقت

سے مطالبہ کرتی ہے کہ اکیڈمی کے قوانین پر کڑی نظر رکھی جائے، مذکورہ قوانین کو فی الفور منسوخ کیا جائے۔

۶ عرصہ دراز سے حکومتی سطح پر اہلسنت وجماعت کے حقوق پر غاصبانہ ڈاکے ڈالے گئے ہیں، مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل، مرکزی زکواۃ کونسل، مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور حج کمیٹی وغیرہ میں اہلسنت کو خاطر خواہ نمائندگی نہیں دی گئی، یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہر سطح پر اہلسنت وجماعت کی نمائندگی یقینی بنائی جائے۔

۷ عرصہ تین سال سے دینی مدارس کی مالی معاونت مکمل طور پر بند کردی گئی ہے، مثلاً زکواۃ فنڈ، تعمیراتی فنڈ اور اوقاف فنڈز وغیرہ دینی مدارس کے لئے مختص رقومات دیگر ناجائز مدوں خرچ کی جارہی ہے، یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" اس روش کی پرزور مذمت کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ دینی مدارس کی امداد فی الفور بحال کی جائے۔

۸ عرصہ ۵۰ سال سے اس ملک میں انگریزی آئین کلمہ توحید پڑھانے والوں پر مسلط رکھا گیا ہے جس کے نتائج بدامنی، خونریزی، رشوت، ملاوٹ، سودخوری، سودی مالیاتی نظام، بے حیائی، بداخلاقی اور دیگر معاشرتی برائیوں کی صورت میں یہ قوم بھگت رہی ہے لہذا ان برائیوں کے علاج کے طور پر یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ فی الفور ملک میں مکمل نظام مصطفیٰ نافذ کیا جائے۔

۹ یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" افغانستان میں متحارب تمام دھڑوں سے اتفاق و اتحاد کی اپیل کرتی ہے، نیز مطالبہ کرتی ہے کہ آپس میں مل بیٹھ کر اختلافات کا حل تلاش کیا جائے۔

۱۰ یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" یہودوہنود بالخصوص امریکہ اور اس کے حواریوں کو یہ تنبیہ کرتی ہے کہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ترک کی جائے، ایٹمی توانائی

حاصل کرنا اور ایٹمی قوت بننا، دیگر ممالک کی طرح پاکستان کا بھی حق ہے اور ہم اپنا یہ حق کسی کو غصب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

۱۱ یہ عظیم الشان کانفرنس مجاہدین کشمیر، فلسطین، عراق، بوسنیا اور چیچنیا کو اپنی مکمل حمایت کی یقین دہانی کراتی ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ مذکورہ مسلمان مجاہدین کی مادی واخلاقی امداد کی جائے۔

۱۲ یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ غیر اسلامی اور جہالت پر مبنی تبلیغ کرنے والوں، فرقہ واریت پھیلانے والوں، وہابیت جماعت تبلیغیہ پر پاکستان میں مکمل پابندی لگائی جائے اس لئے کہ یہ نجدیت کے عقائد پر مبنی انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے گستاخ ہیں۔

۱۳ یہ عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" پوری پاکستانی قوم سے اپیل کرتی ہے کہ مغربی جمہوریت اور انگریزی آئین کے تحت منعقد ہونے والے تمام انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ قوانین انتخاب کو مکمل اسلامی بنایا جائے۔

تنظیم المشائخ اہلسنت صوبہ سرحد ملک میں مکمل نظام مصطفیٰ کے کارخیر میں موجودہ نگران حکومت کو اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتی ہے۔

گزارشات

ان میں سے ابتدائی 11 قراردادیں بالکل مناسب اور موزوں ہیں، لیکن آخری دو قراردادیں توجہ طلب ہیں، ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلد بازی میں تیار کی گئیں ہیں جن میں ہوش کی بجائے جوش کا عنصر غالب ہے اور تضاد بیانی بھی نمایاں ہے، چنانچہ اس ضمن میں تنظیم المشائخ کے اکابرین کی خدمت میں چند معروضات بصد احترام پیش کی جاتی ہیں۔

(ا) قرارداد (۱۲) میں ایک جماعت پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا ہے، ردعمل کے طور پر اس

جماعت کی طرف سے تنظیم المشائخ پر پابندی کا مطالبہ ہو سکتا ہے۔

(ب) کسی بھی تنظیم پر پابندی لگ جانے سے وہ تنظیم ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ کسی دوسرے نام سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دیتی ہے، مثلاً برطانوی دور میں خان عبدالغفار خان کی سرخ پوش تنظیم کو خلاف قانون قرار دے کر انہیں قید و بند کی سزائیں دی گئیں لیکن بعد میں ان لوگوں نے کانگریس کے ساتھ مل کر اس قدر قوت حاصل کر لی کہ انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے یہاں پر اقتدار حاصل کر لیا، یہاں تک کے حضرات مشائخ عظام نے مسلم لیگ کا ساتھ دیتے ہوئے ان کا ذور توڑا۔

(ج) قرار داد (۱۳) میں مغربی جمہوریت اور انگریزی آئین کے تحت منعقد ہونے والے انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی گئی ہے، قوانین انتخاب کو مکمل اسلامی بنانے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور مکمل نظام مصطفیٰ کے کار خیر میں موجودہ نگران حکومت کو تنظیم المشائخ کی طرف سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی ہے ______ قوانین انتخاب کو اسلامی بنانا بالکل بجا مطالبہ ہے لیکن انتخابات کے بائیکاٹ کے ذریعے تو انہیں اسلامی نہیں بنایا جاسکتا، بلکہ اس مقصد کے لئے تو بڑی محنت اور جدو جہد کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں مشائخ عظام اپنے بزرگوں، اکابرین اور پیران عظام کے اسوہ۔ حسنہ کو مشعل راہ بنا سکتے ہیں، جن کی مساعی جمیلہ سے پاکستان وجود میں آیا، ان کی کوششوں سے سرحد کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کو کامیابی نصیب ہوئی اور اس صوبے کا الحاق پاکستان سے ہوا۔ اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ انتخابات مغربی جمہوری آئین کے تحت ہی کرائے گئے تھے۔ نیز فقیر کی اس بات سے تنظیم المشائخ کے قائدین اتفاق کریں گے کہ وہ عظیم المرتبت ہستیاں اپنے موجودہ سجادہ نشینوں سے علم و فضل اور فہم و فراست میں افضل اور بہتر تھیں ہذا مشائخ عظام کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جدو جہد اور عزیمت کی راہ اپنانی چاہئے۔ اور پابندیوں و بائیکاٹ جیسی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہئے۔

علاوہ ازیں اسی قرارداد ۱۳ کے آخر میں نظام مصطفیٰ کے کارِ خیر میں موجودہ نگران حکومت کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا نگران حکومت نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے کوشاں ہے جسے تنظیم المشائخ کی طرف سے تعاون کی پیشکش کی گئی ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ نگران حکومت تو مغربی جمہوری آئین و قوانین ہی کے لئے کوششوں میں مصروف ہے۔ لہٰذا اس طرح یہ قرارداد تضاد کا شکار ہے، یعنی اس کے پہلے حصے میں حکومت کے ایک حکم کی مخالفت کی گئی ہے تو دوسرے حصے میں اس کی تائید و حمایت کی جارہی ہے، اگر نگران حکومت نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے سرگرم عمل ہوتی تو یہ حمایت و تعاون درست ہوتا، لیکن یہاں تو معاملہ بالکل الٹ ہے جسے سب جانتے ہیں۔

بہتر ہوتا اگر تنظیم المشائخ نظام مصطفیٰ کے لئے نگران حکومت کی بجائے ان افراد اور جماعتوں کو تعاون کی یقین دہانی کراتی جو اس مقصد کے لئے پہلے سے کوششیں کر رہے ہیں، خصوصاً جمعیت علماء پاکستان جو طویل عرصے سے ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے جدو جہد میں مصروف ہے اور اپنوں و بیگانوں کے وار سہتے سہتے دولخت ہو چکی ہے، اس وقت اس جماعت کے دونوں دھڑوں کو متحد کرنے اور اس جماعت کی پشت پناہی کی ضرورت ہے تاکہ اتفاق واتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی منزل سر کی جاسکے۔

ایک اور اہم بات بھی تنظیم المشائخ کے اکابرین کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھی جاتی ہے اور وہ یہ کہ اس کانفرنس کے موقع پر "انجمن محبان اولیاء۔ وڈپگہ" کی طرف سے ایک قرارداد شمس الرحمٰن صاحب شمس القادری کو دی گئی تاکہ اسے دیگر قراردادوں کے ساتھ شامل کیا جاسکے، لیکن معلوم نہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر اسے رد کر دیا گیا اور سٹیج پر پیش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی، قرارداد کا مفہوم کچھ یوں تھا، "مسلمانان اہلسنت اور غلامان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوبہ سرحد کے ہر گاؤں قصبے اور شہر میں رہائش پذیر ہیں، لہٰذا انہیں جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شایان شان طریقے پر منانے کے لئے بارہ ربیع الاول شریف کو جلسوں اور جلوس

کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے"۔ امید ہے تنظیم المشائخ ان گزارشات پر ضرور غور فرمائے گی اور کوئی ایسا قدم اٹھانے سے گریز کرے گی جو ان کی شان اور منصب کے مناسب نہ ہو۔

آخر میں حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب کی تقریر کے یہ الفاظ دہرانا چاہتا ہوں کہ "کانفرنسیں منعقد کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی بلکہ اصل مرحلہ عمل کا تو اس کے بعد شروع ہوتا ہے"۔ ___ بلاشبہ ایسی عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد بھی انتہائی قابل قدر کارنامہ ہے اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہنا چاہیے، لیکن صرف کانفرنسوں کے اہتمام پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ علماء و مشائخ اور عوام تک اس "یارسول اللہ کانفرنس" کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک منظم پروگرام بنانا چاہیے اور اس پر مسلسل عمل درآمد کرتے ہوئے مسلمانوں کے دلوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں کرنی چاہیے، ان کے افکار وخیالات کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور کرنا چاہیے اور ان کے اخلاق و کردار پر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ چڑھا کر انہیں محبوبان خدا کی صفوں میں شامل کرنا چاہیے۔ اگرچہ یہ کام مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں کیونکہ حضرات مشائخ عظام اپنے اخلاص، للٰہیت، محبت و شفقت، اخلاص حسنہ اور عزم وہمت سے ہر دور میں یہ مقدس فریضہ انجام دیتے آئے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

ملفوظات

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد ارشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف "انیس الارواح" کے عنوان سے مرتب فرمائے ہیں یہ اٹھائیس مجالس پر مشتمل ہے ان میں سے مجلس نمبر ۴ کے ارشادات گرامی کے اردو ترجمہ قارئین الحسن کی نظر کیا جا رہا ہے (بشکریہ ہفت روزہ الفاضل پشاور، تا ۱۷ نومبر ۱۹۹۶)

مجلس نمبر ۴

مجلس چہارم:- عورتوں کی فرمانبرداری کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کہ جو عورت اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے وہ فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوگی اس کے بعد فرمایا کہ جس عورت کو خاوند بستر پر طلب کرے اور وہ نہ آئے تو اس کے تمام کی ہوئی نیکیاں دور ہو جاتی ہیں اور وہ ایسی صاف رہ جاتی ہے جیسے سانپ کینچلی اتار کر۔ اور اس کی شوہر کی طرف سے اس کے ذمے اس قدر بدیاں ہو جاتی ہیں جتنی کہ جنگل کی ریت۔ اور اگر وہ عورت مر جاوے اور شوہر اس کے راضی نہ ہو تو اس کے لئے دوزخ کے ساتوں دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر عورت سے خاوند راضی ہو اور عورت وفات پا جاوے تو

اس کے لئے بہشت کے ستر درجے قائم ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے تنبیہ میں لکھا دیکھا ہے کہ جو عورت خاوند سے ترش روئی سے پیش آئے اور اس کی طرف نہ دیکھے تو اس کے اعمال نامے میں آسمان کے ستاروں کے برابر گناہ لکھے جاتے ہیں پھر فرمایا کہ اگر خاوند کی ناک کہ ایک نتھنے سے خون جاری ہو اور دوسرے سے ریح اور عورت اسے زبان سے صاف کرے تو بھی خاوند کا حق ادا نہیں ہوتا پس اے درویش! اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ عورتیں اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔

پھر غلام آزاد کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی اسی اثناء میں ایک درویش آیا اور آداب بجالا کر جو بردہ اس کے ہمراہ تھا خواجہ صاحب کے روبرو آزاد کر دیا۔ خواجہ صاحب نے دعائے خیر کی پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بردہ آزاد کرتا ہے اس کے بدن کی ہر رگ کے بدلے اس شخص کو پیغمبری کا ثواب ملتا ہے اور دنیا سے باہر جانے سے پیشتر ہی اس کے چھوٹے بڑے گناہوں کو خداوند تعالیٰ بخش دیتا ہے اور اس کے بدن پر جتنے بال ہیں ہر بال کے بدلے ایک شہر بہشت میں اس کے نام بناتے ہیں اور اس کی ہر رگ کے بدلے اسے نور دیتے ہیں اور اس پر پل صراط آسان کرتے ہیں اور آسمان پر اس کا نام اولیاؤں میں شمار کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس چالیس بردے ہیں میں نے بیس بردے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے آزاد کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے خیر کی اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم الٰہی یوں

ہے کہ ابوبکر صدیق کے جسم پر جتنے بال ہیں آپ کی امت میں سے اسی قدر آدمیوں کو ہم نے دوزخ کی آگ سے نجات دی اور اسی قدر ثواب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر آداب بجالائے اور عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تیس بردے ہیں ان میں سے پندرہ میں نے خدا اور خدا کی رضا کے لئے آزاد کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے خیر کی اتنے میں مہتر جبرائیل علیہ السلام پھر اترے اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان الٰہی اس طرح پر ہے کہ جس قدر رگیں ان بردوں کی جسم میں ہیں ان سے پچاس گنا آدمی آپ کی امت میں دوزخ کی آگ سے آزاد کیے اور اسی قدر ثواب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت ہوا۔

یہ اس کے بعد فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر آداب بجالائے اور عرض کی کہ میرے پاس بردے بہت ہیں ان میں سے سو بردے خدا کی رضا کے لئے آزاد کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے خیر کی اور مہتر جبرائیل علیہ السلام نے آکر حکم الٰہی اس طرح بیان کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جتنی رگیں ان بردوں کے بدنوں میں ہیں ان سے سو گنا آدمی آپ کی امت کے بخشے گئے اور ثواب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ امیر المومنین اٹھے اور آداب بجالا کر عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں میرے پاس جان ہے سو خدا پر میں نے قربان کی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ مہتر جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان الٰہی یہ ہے کہ ہمارے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہم نے دنیا میں اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں تیری اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا پر ہم نے ہر عالم میں سے دس ہزار کو دوزخ کی آگ سے نجات بخشی۔

پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تھا کہ جو بزرگ خواجہ صاحب کی خدمت کے

لے آتا ایک بردہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا اور خواجہ صاحب اس کو قبول کر کے فرماتے کہ تو اس کو آزاد کر شاید کہ قیامت کے دن میں اور تو اسی کی بدولت دوزخ کی آگ سے بچ جائیں پھر فرمایا کہ جس روز خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تو جس قدر آپ کے پاس بردے تھے اپنے سامنے سب کو آزاد کیا اور حج کے لئے روانہ ہوئے اور پیادہ ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے ہوئے چودہ سال کے عرصے میں خانہ کعبہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں آپ کو حیرت ہوئی آواز آئی کہ اے ابراہیم! صبر کر کعبہ ایک بڑھیا کی زیارت کے لئے گیا ہوا ہے ابھی آجائے گا۔ جونہی خواجہ صاحب نے یہ بات سنی آپ پہلے کی نسبت زیادہ متحیر ہوئے اور کہا کہ وہ بڑھیا کون ہے؟ چنانچہ ان کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے کہ جا کر دیکھوں تو سہی، جونہی جنگل میں پہنچے رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہوئی ہے اور کعبہ اس کے گرد طواف کر رہا ہے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں غیرت آئی چنانچہ انہوں نے رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کو زور سے آواز دی کہ تو نے یہ شور برپا کر رکھا ہے، انہوں نے کہا میں نے یہ شور برپا نہیں کیا بلکہ تو نے کیا ہے کہ چودہ سال کے بعد تو خانہ کعبہ پہنچا ہے اور دیدار نصیب نہیں ہوا" کیونکہ تیری خواہش خانہ کعبہ کی زیارت سے تھی اور میری غرض خانہ کعبہ کے مالک کی تھی پھر فرمایا کہ اے درویش! وہ مرد ہے کہ خداوند تعالیٰ کے سوا کسی چیز کو مدنظر رکھے اور دنیا اور آخرت میں مبتلا نہ ہو۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کی طرف نگاہ نہ کرے جب انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے، تو جو کچھ اس کے دوست کی ملکیت ہوتا ہے وہ اسی کی ہو جاتی ہے کعبہ اس کے گرد طواف کرتا ہے اور اس کا دامن نہیں چھوڑتا پس اے درویش! اسی مقام پر غور کر جہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالیٰ کے بن گئے تو خداوند تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بن گیا اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ رہی تو آواز آئی کہ کہو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جونہی کہ یہ معاملہ جو کچھ آسمان سے لے کر زمین تک اور دنیا اور آخرت میں ہے سب نے دیکھا تو فرشتے، انسان اور جن وغیرہ

سب نے اپنے آپ کو طفیل خیال کر کے آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دامن پکڑا اور عرض کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قیامت کے دن ہمیں نہ چھوڑ دینا۔ اور اپنی شفاعت سے محروم نہ رکھنا۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! تجھے یاد رہے کہ جب آدمی دوست کا بن جاتا ہے تو سب چیزیں اس کی بن جاتی ہیں لیکن مرد کو چاہیے کہ تمام موجودات سے فارغ ہو کر دوست کی طرف مشغول رہے تاکہ جو کچھ دوست کا ہے اس کی پیروی کرے۔

پھر فرمایا اے درویش! ایک دفعہ میں سیوستان کی طرف سفر میں تھا۔ تو سیوستان میں ایک غار کے اندر ایک درویش کو دیکھا، جسے شیخ سیوستانی کہا کرتے تھے لیکن وہ بوڑھا اس قدر بزرگی اور ہیبت رکھتا تھا کہ میں نے آج تک کسی کو ایسا نہیں دیکھا وہ عالم تحیر میں مشغول تھا جب میں اس کے پاس گیا تو میں نے سر جھکا لیا اس بزرگ نے فرمایا سر اٹھا میں نے سر اٹھایا تو فرمایا اے درویش! آج قریباً ستر سال کا عرصہ گزرا ہے کہ سوائے خدا کے کسی اور شے میں مشغول نہیں ہوا لیکن تیرے ساتھ جو مشغول ہوتا ہوں یہ حکم الٰہی ہے۔ سن! اگر تو محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہ ہونا اور کسی سے میل جول نہ کرنا تاکہ تو جلایا نہ جائے کیونکہ غیرت کی آگ عاشقوں کے ارد گرد رہتی ہے جب عاشق نے معشوق کے سوا کسی چیز کا خیال کیا تو اسی دم غیرت کی آگ نے اسے جلایا لیکن تجھے یاد رہے کہ محبت کی راہ میں جو درخت ہے اس کی دو شاخیں ہیں ایک کو نرگس وصال کہتے ہیں اور دوسرے کو نرگس فراق پس جو شخص سب سے فارغ ہو کر دوست میں مشغول ہو وہ دوست کے وصال کی دولت سے مشرف ہوتا ہے۔ اور جو اس کے سوا کسی اور چیز کی رغبت رکھتا ہے وہ فراق میں مبتلا ہو جاتا ہے جونہی کہ اس بزرگ نے اس بات کو ختم کیا فرمایا کہ جا! تو نے ہمیں کام سے رکھا اتنا کہہ کر وہ یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اور دعا گو واپس چلا آیا پھر فرمایا اے درویش! ہم بردہ آزاد کرنے کے بارے میں

گفتگو کر رہے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بردہ آزاد کرتا ہے وہ
دنیا سے باہر جانے سے پیشتر ہی اپنا مقام بہشت میں دیکھ لیتا ہے اور جان کنی کے وقت فرشتہ
اسے بہشت کی خوشخبری دیتا ہے پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا
ہے کہ جو شخص غلام آزاد کرتا ہے وہ دنیا سے رحلت کرنے سے پیشتر ہی بہشت کی شراب پیتا
ہے اور جان کنی کا عذاب اس پر سہل ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہوگا اور بغیر
حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔ جونہی کہ خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا آپ یاد الٰہی میں
مشغول ہوگئے اور دعاگو واپس چلا آیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ (اس بات پر خدا کا شکر ہے)

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

از:- جناب حضرت سید شریف حسین صاحب شاکر قادری چشتی مرحوم

خواجۂ خواجگان، سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا مزارِ فیض آثار اجمیر (ہندوستان) میں ہے، سب سے پہلے اپنے روحانی پرتو سے سرزمین ہند کو منور فرمایا۔ اسی وجہ سے آپ ہندوستان میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بانی کہلائے۔ حضرت کا سلسلۂ نسب سولہ (۱۶) واسطوں سے جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے یعنی حضرت سید معین الدین حسن بن حضرت سید غیاث الدین حسن بن حضرت سید کمال الدین بن حضرت سید احمد حسین بن حضرت سید طاہر بن حضرت سید عبد العزیز بن حضرت سید ابراہیم بن حضرت سید محمد مہدی بن حضرت سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا امام محمد نقی رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بن حضرت سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام بن حضرت سیدنا مولائے مرتضیٰ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

نوسو (۹۰۰) سال ہوئے حضرت کی ولادت باسعادت موضع سجستان (ایران) میں ہوئی۔ حضرت کے والد ماجد کا اسم گرامی سید غیاث الدین حسن تھا، جو اپنے وقت کے نہایت متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔

ابھی خواجہ صاحب کی عمر ۱۲-۱۳ سال کی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ورثہ میں ایک باغ ملا جس کی دیکھ بھال ایک عرصہ تک کرتے رہے۔ اور اس کی آمدنی پر گذر

اوقات گزرتے رہے۔ ایک روز ابراہیم قندوزی نامی ایک مجذوب اس باغ میں آنکلے۔

حضرت نے اُن کی بہت خاطر تواضع کی اور ان کی خدمت میں اپنے باغ کے انگور پیش کئے جس سے وہ مجذوب بہت خوش ہوئے اور ایک سُوکھا ہُوا ٹکڑا اپنے پاس سے نکالا اور اپنے دانتوں میں چبا کر خواجہ صاحب کو کھانے کے لئے دیا۔ یہ کھانے کی دیر تھی کہ حضرت کا قلب انوارِ الٰہی سے روشن ہوگیا اور کیفیت ہی بدل گئی۔ باغ وغیرہ فروخت کر کے رقم خیرات کر دی اور تارک الدنیا ہو کر سمر قند چلے گئے جہاں پہلے قرآن شریف حفظ کیا۔ اور پھر علوم ظاہری کی تحصیل میں مصروف رہے جب تعلیم سے فارغ ہُوئے تو عراق کی راہ لی، راستہ میں جب نیشاپور کے قریب قصبہ ہارون میں پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ ڈھائی سال متواتر شیخ کی خدمت میں رہ کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ جس وقت حضرت شیخ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرمایا تو آپ کا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا:- ع

"ترا بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او گردانیدم"

تھوڑے ہی عرصہ میں سلوک کی تمام منزلیں طے کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور بغداد روانہ ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ طریقت یہ ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی[1] سالار چشتیاں رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ

---

[1] حضرت ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ چونکہ قصبہ چشت کے رہنے والے تھے اس لئے چشتی کہلائے اور ان کے بعد ان کے سب سلسلے والے بھی چشتی کے لقب سے ملقب ہُوئے۔

ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ ابوالفیض فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر المومنین سیدنا مولا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم۔

ایک روایت ہے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈھائی سال تک اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ریاضات و مجاہدات میں مصروف رہ کر منازل طے کرتے رہے۔ لیکن اخبار الاخیار، سیر الاقطاب اور سفینۃ الاولیاء کے مؤلفین کے بیانات کی رو سے حضرت بیس سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر کسب فیض حاصل کرتے رہے۔ اس دوران میں دس سال اپنے شیخ کے ہمراہ سفر بھی کیا۔ اور سفر میں اپنے شیخ کا بستر اور دوسری ضروری اشیاء اپنے سر پر اٹھا کر چلتے تھے۔ ع

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

اپنے شیخ سے رخصت ہو کر جب بغداد جا رہے تھے تو راستہ میں قصبہ سنجار میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور ان کی خدمت میں بھی کچھ عرصہ رہ کر مستفیض ہوتے رہے۔ بعد ازاں بغداد پہنچے۔ وہاں پہلے حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جنہوں نے حضرت کو اپنا خرقہ اور خلافت عطاء کی۔ ان دنوں حضرت غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز بغداد کے قریب ایک پہاڑی مقام میں مقیم تھے۔ ان کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا۔

قیام بغداد کے دوران حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور ان کے شیخ حضرت حضرت شیخ ضیاءالدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بھی حاصل ہوئی۔ بغداد سے ہمدان، تبریز اور اصفہان گئے اس سفر میں حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ جلال الدین تبریزی اور ان کے پیر حضرت ابو سعید تبریزی اور حضرت محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ اس زمانے میں پانچ پانچ دن کے طے کے روزے رکھتے تھے اور صرف سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر

روزہ افطار کر لیا کرتے تھے لباس کا یہ عالم تھا کہ کُرتے میں پیوند ہی پیوند ہوتے تھے۔ اصفہان ہی میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃُ اللہ علیہ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور حضرت خواجہ غریب النواز رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنا پیوند لگا خرقہ ان کو مرحمت فرمایا۔ پھر اصفہان سے اُستر آباد تشریف لائے وہاں حضرت شیخ ناصر الدین اُستر آبادی کی خدمت میں کچھ عرصہ رہے جن کی عمر ایک سو ستائیس (۱۲۷) سال کی تھی۔ وہاں سے رخصت ہو کر ہرات ہوتے ہوئے سبزوار تشریف لے گئے۔ وہاں سے بلخ گئے۔ جہاں حضرت شیخ احمد کبرویہ کی خانقاہ میں کچھ عرصہ تک مقیم رہے۔

قیام بلخ کے دوران ایک حکیم ضیاء الدّین نامی فلسفی سے بھی ملاقات ہوئی جو کہ درویشوں کے بہت بر خلاف تھے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دن حضرت خواجہ صاحب رحمۃُ اللہ علیہ جب شکار کر کے جنگل میں کباب بنا رہے تھے کہ مولنا ضیاء الدّین حکیم وہاں آنکلے، خواجہ صاحب رحمۃُ اللہ علیہ نے ایک کباب کا ٹکڑا ان کو کھانے کو دیا۔ جس کے کھاتے ہی ان پر ایک کیفیت سی طاری ہوگئی۔ اور افاقہ ہونے پر وہ خواجہ صاحب کے مُرید ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ گھر جاتے ہی طب کی تمام کتب دریا میں پھینک کر طریقت کی راہ اختیار کر لی ؎

ہوشم بنگاہے بر دجانا نہ چنیں باید!
یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید!

بلخ سے غزنی تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت شیخ عبدالواحد غزنوی رحمۃُ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ اور پھر ہندوستان کا قصد کیا۔ اکثر کتابوں میں ہے کہ اس سفر میں خواجہ صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کے ہمراہ سوائے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کے اور کوئی نہ تھا۔ ہندوستان جاتے ہوئے پہلے لاہور میں حضرت سیّد علی مخدوم ہجویری، رحمۃُ اللہ علیہ المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃُ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر قیام فرمایا

چلّہ کیا اور حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضاتِ باطنی سے خوب فیضیاب ہوتے رہے جس کی دلیل حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر کندہ یہ شعر۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا!

ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما!

ہے اور یہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہا ہُوا ہے۔

لاہور سے ملتان ہوتے ہوئے دہلی تشریف لائے اور وہاں سے ۔ ۱ محرم الحرام ۵۶۱ھ ہجری کو ورُود فرمائے اجمیر ہو کر اسے اپنا مسکن بنایا۔ اور تمام عمر تا وصال وہیں قیام فرمایا۔

اس زمانے میں وہاں راجہ پرتھوی راج کی حکومت تھی۔ اس نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں قیام کرنے میں بہت مزاحمت کی۔ اور اس کے حکام نے حضرت کو بہت تنگ کیا اور جب وہ لوگ لاچار ہو گئے۔ تو آخر کار بڑے بڑے ہندو جوگیوں اور جادوگروں کو حضرت کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو سب کے سب مغلوب ہو کر واپس لوٹے۔

بالآخر راجہ نے ایک بہت بڑے جوگی جے پال نامی کو مقابلہ کے واسطے بھجوایا۔ اس کے حضرت کے ساتھ بڑے بڑے معرکے ہُوئے۔ آخر حضرت اپنی روحانی طاقت سے اس پر غالب آئے اور اس طرح حق کو باطل پر فتح حاصل ہوئی۔ جوگی نے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت نے اس کا نام عبد اللہ رکھا اور خلافت بھی عطاء فرمائی۔

اس کے بعد حضرت کے رُشد و ہدایت کا سلسلہ برابر جاری رہا اور رفتہ رفتہ راجہ کے دوسرے ملازمین بھی مشرف بہ اسلام ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ راجہ نے حضرت کو وہاں سے نکال دینے کی دھمکیاں بھی دیں۔ لیکن آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

حضرت کی زبان مُبارک سے جو بات نکل جاتی خُدا کے حُکم سے ہو کر رہتی۔ جیسا کہ

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ "رائے پتھورا زندہ گرفتیم و دادیم"۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ جب سلطان شہاب الدین غوری نے رائے پتھورا (پرتھوی راج) کے برخلاف ۵۸۸ھ میں اجمیر پر حملہ کیا۔ تو راجہ زندہ گرفتار ہو کر سلطان غوری کے سامنے پیش ہُوا اور پھر قتل ہُوا۔ تذکروں میں سلطان شہاب الدین کے متعلق تحریر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خواب میں حکم فرمایا تھا کہ "تم ہندوستان پر حملہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں فتحیاب کرے گا۔ اور تم ہندوستان پر حکومت کروگے"۔ چنانچہ اسی طرح ہُوا۔ مسلمانوں کی اس فتح کے بعد ان کے سیاسی اقتدار اور حضرت خواجہ غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات و برکات سے سرزمین ہند اسلام کے نُور سے منوّر اور روشن ہوگئی۔ اس لئے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لقب وارث النبی اور نائب الرسول فی الہند ہو گیا۔

بحوالہ صاحب سیر الاولیاء عبارت درج ذیل اس کی بین دلیل ہے۔

بوصول قدم مبارک آن آفتاب اہل یقین کہ بہ حقیقت معین الدین بُود۔ ظلمت ایں دیار بہ نُورِ اسلام روشن و منوّر گشت۔

ایک نظر سے آپ نے ہزاروں آدمیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا اور لاکھوں انسانوں کو کفر و ضلالت سے نکال کر راہ ہدایت پر چلایا۔

تمام عمر عشق الٰہی میں مستغرق اور وارفتہ رہنے کے باوجود محبّتِ رسول صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں بھی سرشار و مست رہے۔ اپنے ملفوظات میں عموماً حضور اقدس صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا ذکر مبارک بڑے والہانہ انداز میں فرماتے تھے۔ اور جب کبھی احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم بیان فرماتے۔ تو زار زار رونے لگ جاتے۔ ایک مقام پر فرمایا کہ افسوس ہے اس شخص پر جو قیامت کے روز آپ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم سے شرمندہ ہو گا۔ اس کا ٹھکانا کہاں ہو گا۔ جو آپ سے شرمندہ ہو گا۔ بعض کتابوں میں ہے کہ یہ فرماتے ہوئے ہائے ہائے کر کے رونے لگے۔

مجاہدے کا یہ عالم تھا کہ رات کو بہت کم سوتے۔ اور عموماً عشاء کے وضو سے

صبح کی نماز ادا فرماتے۔ رات دن میں دو قرآن ختم کرتے۔ اور ابتدائی زمانہ میں جب کسی شہر میں وارد ہوتے تو شہر کے باہر کسی قبرستان میں قیام فرماتے اور جب لوگوں کو ان کی خبر ہوتی۔ تو چپکے سے کسی دُوسرے شہر چلے جاتے۔ آپ کو اپنے خلفاء اور مریدوں سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اور سب پر یکساں نظرِ شفقت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کعبۃ اللہ میں دُعا فرمائی کہ قیامت تک خاندانِ چشتیہ کا سلسلہ قائم رہے۔ چنانچہ اب تک یہ سلسلہ قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہے گا۔

فیاضی جو تمام اولیائے کرام کا خاص شیوہ ہے۔ باوجود فقر و درویشی کے حضرت خواجہ صاحب میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ خانقاہ میں شاہانہ فیاضیوں کا دریا بہتا تھا لنگر خانے میں روزانہ اتنا طعام پکتا تھا کہ تمام غرباء و مساکین اور ہر کس و ناکس مسافر اور نو وارد سیر ہو جاتا تھا۔ لیکن خود کھانا بہت کم تناول فرماتے تھے۔ ریاضت اور مجاہدے کے ابتدائی دور میں تو متواتر سات سات دن تک روزے رکھتے اور صرف پانچ مثقال کی روٹی سے روزہ افطار کرتے۔ ویسے عموماً صائم الدھر رہتے۔ سفر میں تیر و کمان، چقماق اور نمکدان ساتھ رکھتے۔ جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوتی تو شکار کر کے اس کے کباب سے روزہ افطار فرما لیتے۔ لباس بھی بہت سادہ زیب تن فرماتے تھے۔ غور دہ ہر بخیے کا فقیرانہ لباس پہنتے تھے۔ جب پھٹ جاتا تو جس رنگ کا بھی کپڑا مل جاتا اس کا پیوند لگا لیتے تھے۔ بلا ضرورت سماع کبھی نہ سنتے تھے اور جب کبھی محفلِ سماع منعقد ہوتی تو حضرت پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم تھے اور قوالوں نے یہ شعر گائے۔ ؎

عاشق بہ ہوائے دوست بے ہوش بود
وز یاد محبت خویش مدہوش بود
فردا کہ بہ حشر خلق حیراں ماند
نام تو درون سینہ و گوش بود

تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت دنوں تک بے ہوش پڑے رہے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کے بارے میں فرمایا ہے کہ "سماع اسرارِ حق معلوم کرنے کا ایک ذریعہ ہے"۔

حضرت کے فیوضات و برکات اور کرامات و خوارق عادات بہت مشہور اور اظہر من الشمس ہیں۔ حضرت کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے ہندوستان و پاکستان بلکہ دنیا کے ہر حصہ سے لوگ بہت بڑی تعداد میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ عوام تو عوام بڑے خواص بلکہ ہر زمانے میں ہندوستان کے بادشاہوں اور فرماں رواؤں کو بھی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر جبیں سائی کرنے کا فخر حاصل ہوتا رہا ہے۔ سب کو حضرت کی ذات والا صفات سے غیر معمولی عقیدت رہی۔

چنانچہ سلطان محمود خلجی نے جب راجپوتوں کے مقابلے میں فوج کشی کی تو حضرت کی درگاہ میں پہلے حاضر ہوا اور اس کے بعد میدانِ جنگ گیا۔ اور فتح یاب ہو کر واپس آیا تو مزار کے قریب ہی ایک مسجد تعمیر کرائی جو اب صندلی خانہ کے نام سے مشہور ہے۔

شہنشاہ اکبر جو حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہونے کے سبب سلسلہ چشتیہ کا ایک خادم تھا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر عقیدت رکھتا تھا کہ جب شہزادہ سلیم پیدا ہوا۔ تو اکبر ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی غرض سے آگرہ سے پا پیادہ اجمیر شریف حاضر ہوا۔ تمام راستہ اشرفیاں لٹاتا گیا اور درگاہ شریف میں پہنچ کر بھی جواہرات اور اشرفیاں فقراء اور مساکین میں دل کھول کر تقسیم کیئے۔ ایک مسجد اور خانقاہ کیلئے چند عمارتیں بھی تعمیر کرائیں۔ جب کبھی امورِ سلطنت سے فراغت ہوتی حضرت کے دربار میں حاضر ہو کر چوکھٹ چومنے کی سعادت حاصل کرتا۔

تزکِ جہانگیری میں شہنشاہ جہانگیر نے اجمیر شریف کے حالات بھی لکھے ہیں۔

وہ بھی حاضر ہُوا۔ بلکہ عرصہ تین سال تک وہاں مقیم رہا۔ اس نے بھی دل کھول کر درویشوں اور محتاجوں میں زر و جواہر لُٹائے اور درگاہ شریف کی تعمیرات میں حصّہ لیا۔

شاہجہان بھی کئی مرتبہ حاضر ہُوا۔ روضہ مبارک کے پاس سنگ مرمر کی بنائی ہوئی مسجد اُس کی یادگار ہے۔ اس سفر میں شاہ جہان کی لڑکی جہاں آرا بیگم بھی اس کے ہمراہ تھی۔ اس شہزادی کو بھی حضرت کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ چنانچہ وہ خود اپنی ایک تصنیف مونس الارواح میں اپنے اجمیر شریف حاضر ہونے کا حال عجب پیرایہ میں بیان کرتی ہے۔ وُہ الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"طالع رسا کی یاوری سے یہ فقیرہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ اجمیر شریف کی طرف ۱۸ شعبان المعظم ۱۰۵۳ھ کو روانہ ہوکر ۷ رمضان المبارک کو تال انا ساگر کی عمارتوں میں داخل ہوئی۔ دوران سفر میں ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرتی ایک پارہ سورہ یٰسین و سورۂ فاتحہ پڑھ کر حضرت خواجہ معین الدین رضی اللہ تعالےٰ کی روح پُرفتوح پر ایصالِ ثواب کرتی۔ کچھ عرصہ عمارت مذکورہ میں ٹھہری اور ادب ملحوظ رکھتے ہوئے رات پلنگ پر نہ سوئی نہ روضہ مبارک کی طرف پاؤں پھیلائے اور نہ اس طرف پُشت کی"۔

مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کے خیال کے مطابق حضرت خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے کوئی خاص تصنیف نہیں چھوڑی۔ تاہم آپکے نام کے ساتھ بہت سی کتابیں منسوب کی جاتی ہیں جن میں چند ایک کے نام یہ ہیں۔ رسالہ حدیث المعارف۔ گنج الاسرار اور دیوان معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ البتہ حضرت کے کچھ ملفوظات جنہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل العارفین میں جمع کیا ہے اور کچھ عرصہ ہوا یہ کتاب دہلی میں طبع ہوئی ہے اس میں مختلف دینی مسائل اور صوفیانہ رموز و نکات مثلاً نماز۔ وضو۔ طہارت۔ جنابت۔ غسل۔ صدقہ۔ شریعت طریقت

حقیقت اور معرفت ۔ عشق الٰہی ۔ عذابِ قبر ۔ گناہِ کبیرہ ۔ عبادات ۔ اہلِ سلوک ۔ کشف و کرامات ۔ صُحبتِ نیک و بد اور توکل وغیرہ پر مختصر مگر جامع ارشادات و کنایات ہیں جن کو سمجھنے میں چنداں دقت نہیں ہوتی ۔ اس کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اہلِ سلوک کیلئے ہر قسم کے صوری و معنوی اخلاق و محاسن کا حامل ہونا ضروری ہے ۔ کیونکہ ان کے خیال میں تصوف نہ علم ہے ۔ نہ رسم بلکہ حضرات مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک خاص اخلاق ہے جو کہ ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیئے ۔

انیس الارواح میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عثمان رحمتہ اللہ علیہ ہارونی کے ملفوظات جمع کئے ہیں ۔ اس رسالہ میں تصوف کے باریک اور دقیق مسائل پر بحث نہیں ہے ۔ بلکہ اقوال کے ذریعہ بعض شرعی و اخلاقی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ مثلاً نماز اور دیگر شرعی مسائل کا منکر کافر ہے ۔

صدقہ دنیا ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے ۔ مومن وہ شخص ہے ۔ جو تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے ۔ درویشی ۔ بیماری اور موت حاجت مندوں کی مدد کرنے والا اللہ کا دوست ہے ۔ اگر کوئی شخص اوراد و وظائف میں مشغول ہے اور کوئی حاجتمند آئے تو فوراً وظائف چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی حاجت پوری کرے ۔ واقعی سہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

دلیل العارفین کے علاوہ حضرت کے ملفوظات اور تذکروں میں بھی موجود ہیں ۔ جن میں حضرت نے راہِ سلوک کے چودہ مقامات بتلائے ہیں اور ہر ایک کو ایک مقام پیغمبر کے ساتھ منسوب کیا ہے ۔

(۱) توبہ ۔ حضرت آدم علیہ السلام

۲) عبادت :- حضرت ادریس علیہ السلام

۳) زہد :- حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۴) رضا :- حضرت ایوب علیہ السلام

۵) قناعت :- حضرت یعقوب علیہ السلام

۶) مجاہدہ :- حضرت یونس علیہ السلام

۷) صدق :- حضرت یوسف علیہ السلام

۸) تفکّر :- حضرت شعیب علیہ السلام

۹) استرشاد :- حضرت شیث علیہ السلام

۱۰) اصلاح :- حضرت داؤد علیہ السلام

۱۱) اخلاص :- حضرت نوح علیہ السلام

۱۲) معرفت :- حضرت خضر علیہ السلام

۱۳) شکر :- حضرت ابراہیم علیہ السلام

۱۴) اور محبّت :- افضل الانبیاء حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ مخصوص ہے۔

سلوک کے مراتب میں اہلِ طریقت کے لئے یہ دس شرطیں نہایت ضروری قرار دی ہیں

۱) طلبِ حق۔ ۲) طلب مرشد کامل

۳) رضا ۴) محبت و ترک فضول

۵) ادب ۶) تقویٰ ۷) استقامتِ شریعت

۸) کم کھانا اور کم سونا۔ ۹) لوگوں سے کنارہ کش رہنا۔

۱۰) صوم و صلوات کا پابند رہنا۔

ویسے تو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بہت سے حضرات

ہیں۔ لیکن چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) جے پال جوگی المعروف حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) حضرت شیخ صدر الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) حضرت عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) حضرتہ بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہ دختر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر کے قیام کے زمانہ میں دو شادیاں کیں ایک تو حضرت سید وحید الدین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ حاکم اجمیر کی دختر نیک اختر تھیں۔ اور دوسری ایک ہندو راجہ کی لڑکی تھیں جو مشرف باسلام ہونیکے بعد سے حضرت کے عقد میں آگئی تھی۔ حضرت کی اولاد میں تین صاحبزادے سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ سید ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ اور سید حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ، اور ایک صاحبزادی حضرت سیدہ بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہا تھیں۔ آپنے حضرت سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور بی بی حافظ جمال کو خلافت بھی عطاء فرمائی تھی جیسا کہ پیچھے کسی جگہ تحریر کر چکا ہوں۔

پہلے نکاح کے ستائیس برس بعد ایک دن حسب معمول حجرہ میں کواڑ بند کرکے استراحت فرما رہے تھے کہ وصال ہو گیا جب صبح کے وقت دستور کے مطابق باہر تشریف نہ لائے تو کواڑ کسی طرح کھول کر اندر داخل ہو کر دیکھا گیا تو حضرت واصل بحق ہو چکے تھے۔

وصال کے وقت حضرت کی سن شریف ۹۷ سال تھی۔

لیکن بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کی عمر ۱۰۰ اور ۱۰۳ بھی لکھی ہے واللہ اعلم بالصواب لیکن معتبر روایت یہی ہے۔ کہ آپنے ۹۷ سال کی عمر میں بروز دوشنبہ ۶ رجب المرجب سنہ ۶۳۲ھ کو سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں دار الفناء سے دار البقاء کو تشریف لیگئے۔

صحے غلام قادم فرخندہ نامم بہ گرامی غوث اعظم راغلام

منقبت

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر گیلانی
نبیرہ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ادب سے عرض ہے باچشم تر غریب نواز
ادھر بھی ایک اچٹتی نظر غریب نواز

مرے جنوں میں ہو تم مستقر غریب نواز
مرا جنوں ہے تمہاری خبر غریب نواز

بہت دنوں سے ہے ذوق سفر غریب نواز
نگاہ شوق میں ہے رہ گزر غریب نواز

جنہیں ہوس ہے انھیں سیم و زر غریب نواز
ادھر تو صرف کرم کی نظر غریب نواز

نوازیے مجھے جلدی نوازیے خواجہ
نہ دیکھیے میرے عیب و ہنر غریب نواز

معین الدین، رسالت بھی ہے، ولایت بھی
کہ مبتدا ہیں محمد، خبر غریب نواز

تمہارے نام پہ مٹتے رہیں گے دیوانے
نہ مٹ سکے گا تمہارا اثر غریب نواز

جنہیں نصیب گدائی تمہارے در کی ہے
غنی رہیں گے وہی عمر بھر غریب نواز

وہ کم نظر ہیں نہ دیکھیں تمھیں جو الفت سے
وہ بے بصر ہیں انھیں کیا خبر غریب نواز

بفیض حضرت پیران پیر و آل عبا
تمہارے سائے میں ہے گھر کا گھر غریب نواز

زہے نصیب دو گونہ عروج حاصل ہے
ادھر میرے شہ جیلاںؒ ادھر غریب نواز

خبر نہیں کہ غریبوں کا حشر کیا ہوتا
خدا تمہیں نہ بناتا اگر غریب نواز

تمہارے در سے قیامت ہی اب اٹھائے گی
یہاں سے جائیں تو جائیں کدھر غریب نواز

میرے مذاق طلب کی بھی لاج رہ جائے
یہ منحصر ہے کرم آپ پر غریب نواز

تمہارے لطف و کرم سے پتہ چلا مجھ کو
نہیں ہے آہ میری بے اثر غریب نواز

سرِ نیاز کو تم نے بلندیاں بخشیں
کمال فخر سے اونچا ہے سر غریب نواز

نصیر خواجہ اجمیر اس لئے ہے کریم
کہ ہے ازل سے محمد کا گھر غریب نواز

حقیقت و معرفت

حکیم سید امین الدین احمد

علوم اسلامیہ کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی۔ ظاہری علوم کو علم شریعت کہتے ہیں اور علوم باطنی کو علم طریقت کہتے ہیں۔ تزکیہ ظاہر علم شریعت کے بغیر ناممکن ہے اور تصفیہ باطن علم طریقت کے بغیر ممکن نہیں صوفیاء کی اصطلاح میں علم شریعت کو علم الیقین اور علم طریقت کو عین الیقین بھی کہتے ہیں شریعت اور طریقت دونوں لازم و ملزوم ہیں بغیر شریعت کے طریقت کا حصول محال ہے۔

لیکن حدود شریعت سے متجاوز اور قیود طریقت سے ماورلی ایک شاہراہ ہے جو کو حق الیقین کہتے ہیں اور جس کے اسرار و رموز وہبی طور پر حاصل ہوتے ہیں اصطلاحاً اس راہ کو حقیقت و معرفت بھی کہتے ہیں اسماء حسنٰی کی تعریفات سے آگاہ ہونا معرفت ہے اور اسماء مبارکہ کے اسرار سے آگاہ ہونا حقیقت ہے اور اسماء باری تعالیٰ جل جلالہ و عز اسمہ کی تاثیرات و خواص کے علم ہی کو علم لدنی کہتے ہیں جو بارگاہ قدس سے بندگان خدا کو ان کے اخلاص و اتقاء کی بناء پر عطا ہوتا ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے

و اتیناہ من لدنا علماً

حق الیقین ایک بالکل جداگانہ مسلک ہے اس منزل میں حدود شریعت سے متجاوز اور قیود طریقت سے ماورلی معاملات و حالات پیش آتے ہیں قرآن پاک میں حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو قصہ بیان ہوا ہے اس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے اس قصہ میں بڑے اہم بصیرت افروز حقائق ہیں۔ (سورہ کہف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر تھے اور توریت جیسی جلیل القدر کتاب ان پر اتری تھی جس کی تعریف میں ھدیٰ و نور ارشاد ہوا ہے جس میں اوامر و نواہی کے سب احکام اور دین و مذہب سے

متعلق سب امور تھے پھر وہ کونسی چیز اور کونسا علم تھا جس کے حصول کے لئے ایسے صاحب کتاب پیغمبر کو سفر کی زحمت اس اہتمام سے گوارا کرنی پڑی کہ اپنے نوجوان خادم سے جو ہمسفر تھا کہا "جب تک میں مجمع البحرین تک نہ پہنچ جاؤں رکوں گا نہیں خواہ برسوں چلتا رہوں"۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ سے سنا ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کھڑے ہو کر بنی اسرائیل کے سامنے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے آپ نے جواب دیا کہ میں۔ اور اسی وقت وحی آئی کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے بھی زیادہ عالم ہے اور اس کے پاس وہ علم ہے جو تمہیں حاصل نہیں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے دریافت کیا کہ میرے پروردگار میں اس بندہ تک کیسے پہنچ سکتا ہوں حکم ہوا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو اسے توشہ دان میں ڈال لو جہاں مچھلی کھو جائے وہیں وہ مل جائیں گے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت ان سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے ساتھی یوشع بن نون علیہ السلام سے فرمایا میں تو وہاں پہنچے بغیر دم نہ لوں گا خواہ مجھے قرنوں اور صدیوں تک کیوں نہ چلنا پڑے یہ عزم راسخ تو کسی نہایت ہی اعلیٰ وارفع مقصد و مطلب کے لئے ہو سکتا ہے پھر جب مجمع البحرین میں پہنچے جو حضرت خضر علیہ السلام کی جائے سکونت تھی تو اس مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سمندر کے کنارے سبز گدی بچھائے ملے وہ ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے اس کا ایک سرا دونوں پیروں کے نیچے رکھا ہوا تھا اور دوسرا کنارہ سر کے نیچے تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلام کرنے پر آپ نے منہ کھولا۔

یہ وہی حضرت خضر علیہ السلام تھے جن کی شان میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے "جن کو ہم نے اپنی حضور سے رحمت عطا فرمائی تھی اور اپنی جناب سے علم بخشا تھا" وہ کونسا علم تھا جس سے توریت جیسی

مقدس کتاب خالی تھی اور موسیٰ کلیم اللہ جیسے مقرب و معزز پیغمبر محروم تھے وہ کونسی تعلیم تھی جس کے حصول کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا "جو علم حق تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے اور جو نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے اس میں سے اگر کچھ مجھے بھی تعلیم فرمائیں تو میں آپ کی خدمت میں رہوں"۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی ہاتھ میں توریت موجود ہے آپ پر وحی آسمان سے آرہی ہے کیا یہ کافی نہیں اور میرا علم آپ کے لائق بھی نہیں اور نہ میں آپ کے علم کے قابل ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت ادب سے پوچھا اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ رہوں، آپ کی خدمت کرتا رہوں اور آپ سے وہ علم حاصل کروں جس سے مجھے نفع پہنچے حضرت خضر علیہ السلام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ آپ میرا ساتھ نہیں نبھا سکتے میرے کام آپ کو اپنے علم کے خلاف نظر آئیں گے۔ میرا علم آپ کو نہیں میں اپنی ایک الگ خدمت پر مقرر ہوں ناممکن ہے کہ آپ اپنی معلومات کے خلاف میرے افعال دیکھیں اور صبر کر سکیں اور واقعی آپ اس حال میں معذور بھی ہیں چونکہ باطنی حکمت اور مصلحت آپ کو معلوم نہیں اور مجھ کو خداوند تعالیٰ ان کے متعلق مطلع فرمادیا کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکیں گے چونکہ آپ حامل کتاب اور صاحب شریعت و طریقت ہیں اور میں جس راہ کا مسافر ہوں وہ ان دونوں طریقوں سے مختلف اور جداگانہ ہے اور جن حالات و معاملات کی حقیقت سے آپ بے خبر ہیں ان کے وقوع کے وقت آپ کیسے صبر کر سکتے ہیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہمراہ لے کر دریا کے کنارے کنارے ایک موضع کی طرف روانہ ہو گئے راہ میں حضرت خضر علیہ السلام نے ایک ماہی گیر کی کشتی میں سوراخ کر دیا اس سے بظاہر بے وجہ نقصان رسانی پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صبر نہ ہو سکا اور معترض ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں پہلے ہی آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معذرت چاہی اور صبر کا وعدہ کیا مگر آگے چل کر جب حضرت خضر علیہ السلام نے کھیلتے ہوئے ایک لڑکے کو ہلاک کر دیا تو اس قتل بے جا پر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا اور انہوں نے اس ظالمانہ فعل پر سخت اعتراض کیا حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ آپ جبکہ حقیقت سے آگاہ نہیں کسی ایسے کام پر جس کی اجازت آپ کی شریعت دیتی ہو کیسے صبر کر سکتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا اگر اب کسی واقع پر بے صبری کا معترضانہ مظاہرہ کروں تو پھر آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں حضرت خضر علیہ السلام ایک گاؤں میں داخل ہوئے اور گاؤں والوں سے اپنی ضیافت چاہی انہوں نے بے اعتنائی برتی مگر حضرت خضر علیہ السلام نے اس گاؤں میں ایک مکان کی شکستہ دیوار کو جو منہدم ہونے والی تھی درست کر دیا۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ حضرت یہ تو آپ نے بڑا عجیب ایثار کیا کہ جس گاؤں کے بد بخت رہنے والے مسافر نوازی سے عاری ہیں اسی گاؤں میں آپ نے بغیر معاوضہ خدمت انجام دے دی جس کی اگر چاہتے تو معقول اجرت لے سکتے تھے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اب آپ کا وعدہ ختم ہو چکا اب آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے میں نے جو یہ تین بظاہر قابل اعتراض کام راستہ میں کیے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئے ہیں جن کی حقیقت میں آپ کو بتائے دیتا ہوں:

کشتی کو اس واسطے عیب دار کر دیا تھا کہ وہ دو یتیم اور غریب بچوں کی ملکیت تھی جو مزدوری کر کے بمشکل اپنا پیٹ پالتے تھے ادھر ہم کشتی میں جا رہے تھے ادھر سے پیچھے پیچھے حاکم وقت کشتی پر سوار نہایت تیز رفتاری سے آ رہا تھا اس سے چند اور کشتیوں کی ضرورت تھی جو کشتی اسے نظر آتی وہ بیگار میں پکڑ لیتا میں نے اسے نکما کر کے بیگار سے بچا لیا ورنہ ان یتیموں کے لئے مصیبت ہوتی۔

اور لڑکے کا پوچھتے ہو تو سنو! اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں سرکشی اور کفر میں ان پر غالب نہ آجائے اس لئے میں نے چاہا کہ ان کا رب ان کو اس کی جگہ اور عطا کرے جو پاک نفسی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔

اور وہ جو دیوار تھی وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی ملکیت تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ دبا ہوا تھا اور ان کا والد ایک نیک آدمی تھا اس لئے تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں سن بلوغ کو پہنچیں اور پھر اپنا خزانہ نکالیں تیرے رب کی طرف سے یہ رحمت تھی اور میں نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔

یہ بیان ان باتوں کا جن پر آپ صبر نہ کر سکے اسی واقعہ خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

"کشتی مسکیں" و "جان پاک" و "دیوار یتیم"
علم موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کاش حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر سے کام لیتے تو ان دونوں کی اور بھی بہت سی باتیں اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے بیان فرماتا۔

مذکورہ قصّے سے یقیناً یہ سبق ملتا ہے کہ کتاب و سنت کی راہ سے جداگانہ بھی کوئی راہ ہے جس کے طے کرنے کے لئے صبر و استقلال اور خدمت و اطاعت مرشد ضروری ہے۔ جس کے حالات حدود شریعت سے متجاوز اور جس کے معمولات قیود و طریقت سے ماورلی ہیں یہ راہ بڑی کٹھن ہے دشوار گزار گھاٹیوں، خارزار وادیوں، ہیبت ناک مناظر، پر اسرار عجائبات، محیر العقول واقعات اور جاں گداز مصائب و مشکلات سے بھری پڑی ہے۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم و منزلہا

نماز

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

منہ اندھیرے نیک بندوں کو جگاتی ہے نماز
باجماعت بندگی کا گُر بتاتی ہے نماز

جو بڑی رغبت سے صبح و شام سنتے ہیں اذاں
شوق سے مسجد کی جانب ان کو لاتی ہے نماز

باہمی ملنے سے بڑھتا ہے محبت کا اثر
وقت کا پابند ہونا بھی سکھاتی ہے نماز

باوضو رہتا ہے ظاہر کی صفائی کا سبب
ذکر سے باطن کو نورانی بناتی ہے نماز

قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوتے ہیں خاموشی کے ساتھ
مومنوں کو ایک مرکز پر بلاتی ہے نماز

یہ ضروری رکن ہے اسلام کی تعلیم کا
بہتری کی راہ پر سب کو چلاتی ہے نماز

جس کی قدرت نے زمین و آسمان پیدا کئے
اس خدا کے روبرو ہم کو جھکاتی ہے نماز

پاک ہادی کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کیوں نہ ہو
روح کو معراج کا رتبہ دلاتی ہے نماز

اس میں کوئی شک نہیں ارشاد ہے قرآن کا
آدمی کو ہر برائی سے بچاتی ہے نماز

دل میں کتنا کفر ہے یا کس قدر ایمان ہے
یاد رکھو روز تم کو آزماتی ہے نماز

جیتے جی بھی اس عمل کی ہیں ہزاروں برکتیں
حشر کے میداں میں بھی کام آتی ہے نماز

وہ بڑے ہو کر یقیناً پارسا بن جائیں گے
فیض کم عمری میں جن لوگوں کو بھاتی ہے نماز

استفتاء مع الجواب

مفتی خلیل الرحمن نقشبندی گھوڑی

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام خلفاء سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلہ میں، کہ مقتدی کیلئے امام کے پیچھے قرات پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں اور تیسری نماز میں قرات پڑھے تو اس کے لئے کیا حکم ہے (بینو و توجروا)

سیف اللہ جان مہاجر افغانستان حال مقام پبی ضلع نوشہرہ

الجواب

واضح ہو کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے قرات پڑھنا مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے کسی بھی نماز میں چاہے وہ سری ہو یا جہری مقتدی کے لئے قرات پڑھنا جائز نہیں اور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں مقتدی کے لئے قرات پڑھنا جائز بلکہ لازمی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں (لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب) یعنی نماز ادا نہیں ہوتی مگر سورہ فاتحہ پڑھنے سے۔ علماء احناف حضرات نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب فرماتے ہیں اور اس کے ترک کرنے پر سجدہ سہو کا حکم فرماتے ہیں۔ مقتدی کی قرات نہ پڑھنے پر استدلال پیش کرتے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول، واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (القرآن سورہ الاعراف آیت ۲۰۳) ترجمہ (جب قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہو تو اس کو خاموشی کے ساتھ سنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے)

تنبیہ:- یہاں غور کا مقام ہے کہ اگر مقتدی بذات خود امام کے پیچھے قرات پڑھے تو ظاہر ہے کہ وہ امام کی قرات کو توجہ سے ہرگز سن نہیں سکتا اور خاموش رہنے کے حکم کی خلاف ورزی کی بھی مرتکب ہو جاتا ہے اور جس حدیث شریف کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل کہ بطور پیش فرمایا ہے اس کے جواب میں حنفیوں کے پاس بکثرت حدیثیں موجود ہیں جو اہل علم حضرات سے مخفی نہیں ہے منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے

۱۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بھی فاذا قرا وا قرا فانصتو (۱۳۹ شرح معنی الاثار)

۲۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قرئۃ (۱۳۹ شرح معانی الاثار)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرات اس کی قرات ہے (یعنی امام کی قرات اس کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے) اس حدیث کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں بھی ذکر کیا ہے۔

۳۔ دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا

اقرا خلف الامام او انصت قال بل انصت) ترجمہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام کے پیچھے قرات پڑھوں یا کہ خاموش رہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ خاموش رہو۔)

۴۔ اور اسی طرح دار قطنی نے امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

(لا قراۃ خلف الامام)

ترجمہ یعنی امام کے پیچھے قرات نہیں۔

۵۔ امام طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ

قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم اقبل بوجہہ فقال اتقرؤن والامام یقراء فسکتوا فسئالھم ثلثاً فقالو انا لنفعل قال فلا تفعلوا (ص ۱۵۰ شرح معانی الآثار)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم قرات پڑھتے ہو ایسے حال میں کہ امام قرات پڑھتا ہو تو صحابہ کرام خاموش رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ بات کو دہرایا تب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم امام کے پیچھے قرات پڑھتے ہیں تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلا تفعلوا یعنی امام کے پیچھے قرات مت پڑھو۔

۶۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قال ابی لیلی قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قرا خلف الامام فلیس علی الفطرۃ ترجمہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے امام کے پیچھے قرات پڑھی تو وہ شریعت کے راستے پر نہیں (ص ۱۵۰ شرح معانی الآثار)

۷۔ عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لیت الذی یقرا خلف الامام ملئی فوہ ترابا (ص ۱۵۰ شرح معانی الآثار)

ترجمہ حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا انہوں نے کاش وہ شخص جو امام کے پیچھے قرات پڑھتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر جاتا (ص ۱۵۰ شرح معانی الآثار)

ان احادیث شریفہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے قرات پڑھنا ممنوع ہے مذہب حنفی کے کیب فقہاء میں اس مسئلے کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے لہٰذا یہاں بطور نمونہ مشت از خروارے چند کتابوں کی عبارات کو تحریر کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں۔ ہدایہ میں ہے:

ولا یقرا المؤتم خلف الامام الخ۔ (ہدایہ جلد ۱، ص ۱۰۰)

ترجمہ اور قراۃ نہ پڑھے مقتدی امام کے پیچھے۔ تنبیہ:۔ مصنف ہدایہ نے یہاں یہ بھی واضح کیا کہ اسی (۸۰) صحابہ کبار سے منقول ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ پڑھے اور یہ اجماع صحابہ ہے۔ نور الایضاح میں ہے: ولا یقرا المؤتم بل یستمع وینصت وان قراء کرہ تحریمہ (ص ۶۶ نور الایضاح) ترجمہ اور قرات نہ کرے مقتدی بلکہ امام کی قرات کو خاموشی کے ساتھ سنے اور اگر مقتدی نے قرات پڑھی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوا۔ وضاحت:۔ مکروہ تحریمی وہ امر ہے جو قریب بہ حرام ہو۔ شرح الیاس میں ہے:

وینصت المؤتم فی جمیع الصلوٰۃ ولا یقراء سواء کانت الصلوٰۃ جہریہ او سریۃ قال مالک رحمۃ اللہ علیہ یقرا فی السریہ لا الجہریۃ۔ وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ یقرا فی الکل الفاتحہ۔ وعندنا لا یقرا فی الکل ومنع المقتدی ماثور عن ثمانین نفرا من کبار وصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ص ۱۳۴۔ شرح الیاس جلد اول)

ترجمہ اور خاموش رہے گا مقتدی تمام نمازوں میں چاہے نماز جہری ہو یا سری۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی سری نماز میں قرات پڑھے گا اور جہری میں نہیں پڑھے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ مقتدی تمام نمازوں میں قرات پڑھے گا۔ اور احناف کے نزدیک مقتدی کسی نماز میں بھی قرات نہیں پڑھے گا اور ممانعت قرات مقتدی کے لئے اسی (۸۰) صحابہ کبار سے منقول ہے۔ مجموعہ فتاوٰی میں ہے قرات پڑھنا مقتدی کے لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فرض ہے وہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حدیث شریف لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے۔ اور حنفیوں کے نزدیک امام کی قراۃ۔ کفایت کرتی ہے مقتدی کے لئے اور حنفیوں کے پاس دلیل ہے حدیث شریف من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ۔ جس کا امام ہو اس کے لئے امام کی قراۃ کافی ہے۔ اور جس حدیث شریف کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ محمول بہ ہے قرات امام کے لئے نہ کہ مقتدی کے لئے۔ اور آیت شریف۔ واذا قرای القرآن الخ۔ دلالت کرتی ہے منع قرات پر مقتدی کے لئے جہری نماز میں بھی اور سری نماز میں بھی۔ فافہم۔ ص ۳۰۸ جلد اول مجموعہ الفتاوٰی پس وضاحت اس مسئلہ کی اچھی طرح سے ہو گئی جس میں کوئی خفا باقی نہ رہی لہٰذا مقتدی کے لئے قرات نہ کرنا عین راہ صواب ہے اور اعتراض کرنا اس مسئلے میں مذہب حنفی پر یا مقلدین مذہب امام اعظم پر سراسر لغو اور باطل ہے۔ الحمد للہ کہ ہم مقلد و پابند مذہب حنفی کے ہیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ و

میں بڑے بڑے محدثین فقہائے متقدمین آئمہ مجتہدین اولیاء کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مذہب حنفی کے پابند رہے ہیں جیسا کہ اہل علم حضرات پر مخفی نہیں ہے پس اس مسئلہ میں نزاع و فساد برپا کرنا اور جھگڑنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ آئمہ مذاہب حضرات نے اس باب میں تحقیق دقیق فرما کر امت کے سامنے وضاحت فرمادی ہے ظاہر ہے کہ جب آئمہ مذاہب اس مسئلہ میں متفق نہیں ہے تو یہ اختلاف تا قیام قیامت جاری رہے گا بہر حال مسلمانوں کے لئے ان مذاہب اربعہ حقہ میں سے کسی بھی مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے اور اسی پر اجماع امت منعقد ہے اور یہی مذاہب اربعہ کے ماننے والے اہل سنت والجماعت ہیں ہر مسلمان کے لئے جس کسی مذہب کو بھی وہ پسند کرلے ان چار مذاہب میں سے اس پر عمل کرنا اس کے لئے واجب ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ولا یمکن النجاۃ بدون متابعۃ ھٰؤلاء الاکابر ۔ (مکتوب نمبر ۱۱۳ ص ۵۵)

ترجمہ (اور نجات ممکن نہیں ہے ان اکابرین حضرات کے اتباع کے بغیر)

اور حضرت العلامہ بعلوم ظاہر و باطن اخوند درویزہ ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہر چہار مذہب حق اند و ہر کہ ازیں چہار مذہب خارج است از خوارج است

ترجمہ: (اور یہ چار مذاہب حق ہیں جو کوئی ان چار مذاہب سے خارج ہے وہ خوارج میں سے ہے اور وہ چار مذاہب حقہ یہ ہیں ۔ مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۔ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مذہب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) اور ہم احناف کے نزدیک مذہب حنفی دیگر مذاہب سے قوی تر ہے لہٰذا ہم عمل اسی مذہب کے مطابق کرتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو بھی حق جانتے ہیں اس لئے ہم دوسرے مذہب پر اعتراض جائز نہیں سمجھتے ۔ (ارشاد الطالبین ۔ اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ)

واللہ اعلم بالصواب

ترانہ سحر گاہی

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

وقت سحر ہے مسلم ! وقف نماز ہو جا
خالق کے در پہ جھک کر گردن فراز ہو جا

سب سے قوی کے آگے اظہار عجز کر کے
دنیا کے سرکشوں سے تو بے نیاز ہو جا

پھر غزنوی جلالت تیرے جلو میں ہو گی
اٹھ جوش بندگی میں رشکِ ایاز ہو جا

ذوق سجود میں ہے ذاتِ خدا کا جلوہ
جویائے راز بن کر دانائے راز ہو جا

تار نفس سے نکلیں نغمے عبودیت کے
سوز نہاں کے دم سے مانند ساز ہو جا

آیات آسمانی ترتیل سے سنا کر
پتھر کو موم کر دے فطرت گداز ہو جا

جاری ہے فیض باری جو چاہے سو طلب کر
بہر دعا سراپا دستِ دراز ہو جا

تبصرہ کتب

تبصرے کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں۔

عنوان : رنگ بقاء

مصنف : محمد اشرف قریشی صدیقی

طبع اول : ۱۹۹۳ء

صفحات : ۱۶۸

قیمت : ۷۵ روپے

تبصرہ نگار : سید محمد انور شاہ قادری لائبریری ایجوکیشن کالج مردانہ گل بہار پشاور

کتاب ھذا جناب محمد اشرف قریشی صدیقی امرت سر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد پاکستان چلے آئے۔ ایم۔اے۔او کالج لاہور سے بی۔اے کیا۔ آب و دانہ کی زنجیریں پشاور کھینچ لائیں یہاں پر مستقل سکونت پزیر ہو کر خاموشی سے طبع آزمائی کا شغل بھی جاری رکھا اور داد و تحسین سے بے نیاز ہو کر اردو ادب کے دامن کو مالا مال کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی اولاد امجاد نے ذوق سلیم کا ثبوت دیتے ہوئے یہ مجموعہ کلام "رنگِ بقاء" کے نام سے عمدہ کمپوزنگ۔ سفید کاغذ، اعلیٰ طباعت اور بہترین ٹائیٹل کے ساتھ شائع کر کے ادبی دنیا سے متعارف کروایا۔ ان کی یہ علمی و بدری خدمت ہر لحاظ سے قابل تعریف اور لائق توصیف ہے لیکن کتاب ملنے کا پتہ درج نہیں کیا گیا اور پتہ دے دیا جاتا تو شائقین کو کتاب حاصل کرنے میں سہولت ہوتی۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں حمد و نعت، دوسرے میں غزلیں و نظمیں اور

تیسرے میں قطعات و رباعیات شامل ہیں جس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات بڑے عام فہم انداز سے بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عظمت و کبریائی اور پیارے محبوب صلی اللہ وعلیہ و آلہ وسلم کی الفت و محبت کا درس بڑے دلنشین پیرائے میں دیا گیا ہے۔ غیروں کی غلامی کو ترک کر کے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ مسلمان محنت و جدوجہد کو شعار بناتے ہوئے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔

صدیقی صاحب کے کلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قلب و جگر میں اہل اسلام کا درد و غم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ ان کے مصائب و آلام پر کڑھتے رہتے ہیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسم میں پیدا ہونے والی اجتماعی خرابیوں اور معاشرتی کمزوریوں پر تڑپتے رہتے ہیں لیکن وہ مایوس نہیں اور اس صورت حال کو بدلنے کے لئے اپنے قلم کو نشتر کی طرح کام میں لاتے ہیں اور پھر ان زخموں پر مرہم رکھتے ہوئے مسلمانوں کو یوں امید و حوصلہ دلاتے ہیں

تو کیوں نومید ہوتا جا رہا ہے ۔۔۔ تنگ وو دو سے بھی تو شرما رہا ہے

کفر ہے ناامیدی اے مسلماں! ۔۔۔ چھٹے گا ایک دن سارا اندھیرا

(ص ۳۹)

ذلت و پستی کی عمیق گہرائیوں میں گرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے بلند مقام و مرتبہ کی نشان دہی کرتے ہوئے آقائے نامدار صلی اللہ وعلیہ و آلہ وسلم کی متابعت کا درس ان الفاظ میں دیا ہے۔

آدمیت کا امام رہبر انساں ہے تو

تابع ہو ان کا وہی ہیں سرور کل کائنات (ص ۴۰)

اپنے تخلص بقاء کو بعض مقامات پر نہایت وسیع معنوں میں استعمال کرتے ہوئے شعر کے حسن اور معنویت کو چار چاند لگا دیے ہیں ایک مثال میں استعمال کرتے ہوئے شعر کے حسن اور معنویت کو چار چاند

لگادیے ہیں ایک مثال ملاحظہ کریں۔

بقاء کا راز زمانے کو آج بتلادو وسلیہ پہنچ کا اللہ تلک ہے اس کا یار

(ص ۴۶)

مقطع میں کہیں کہیں اپنے تخلص کی بجائے اصل نام بھی استعمال کیا ہے جیسے

اشرف کی بد نصیبی، اسے یار بھی ملا تو پایا تو پا کے کھوئے، کھویا تو خود بھی کھوئے

(ص ۹۸)

الغرض رنگ بقاء قدیم و جدید افکار و خیالات کا حسین مرقع اور مایوسیوں کے اندھیروں میں امید کی ایک کرن ہے جو انسانیت کے لئے پیغام محبت، امت مرحوم کے لئے درس عبرت اور نسل نو کے لئے غور و فکر اور سعئ عمل کی دعوت ہے۔

سلام بحضور فیض گنجور

خواجہ غریب نواز (رحمتہ اللہ علیہ)

ڈپٹی حافظ غلام احمد

السلام اے خواجہ ہندوستان
السلام اے خواجہ کل خواجگان

السلام اے مظہر ذات خدا
السلام اے نور چشم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

السلام اے قرۃ العین علی (رضی اللہ عنہ)
السلام اے افتخار ہر ولی

السلام اے راحت قلب بتول (رضی اللہ عنہا)
السلام اے حافظ دین رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

السلام اے جان شبیر و شبر
السلام اے عاشق خیر البشر (رضی اللہ عنہ)

السلام اے شمع بزم چشتیاں
السلام اے رونق اہل جہاں

السلام اے تاجدار کاملاں
السلام اے راہنمائے ناقصاں